RS 150

شفاعت

ایک

اسلامی حقیقت

مترجم

سید مبین حیدر رضوی

پیشکش مرکز الرسالۃ

ACC No. 112017 Date 30/12/09
Section شفاعت Status
D.D. Class
NAJAFI BOOK LIBRARY

شفاعت

ایک

اسلامی حقیقت

مترجم

سید مبین حیدر رضوی

پیشکش مرکز الرسالۃ

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar #2
KARACHI
PH. 7 793

۳۵/۵۱/۰۲ ۱۱۵۰۴

ISBN

نام کتاب ....شفاعت ایک اسلامی حقیقت

پیشکش.......................مرکزالرسالۃ

مترجم ....سید مبین حیدر رضوی

ناشر.......................مؤسسہ امام علی علیہ السلام

طبع.......................اوّل ۱۴۲۲

مطبع .... ستارہ

کمپوزنگ.......................نورالحسن

تعداد.......................۳۰۰۰

No.............................Date..............
..........................Status..............
B.D Class.......................................
NAJAFI BOOK LIBRARY

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

NAJAFI BOOK LIBRARY
PH. 7211795

مؤسسہ امام علی علیہ السلام

جمہوری اسلامی ایران

قم المقدسہ

پوسٹ باکس نمبر ۷۳۷-۳۷۱۸۵

فیکس ۷۷۴۳۱۹۹

فون ۷۷۴۳۹۹۶

Imam Ali Foundation

Qum

Islamic Republic of Iran

P.O. Box 737-37185

Fax 7743199

Phone No.7743996

مقدمہ مرکز

پیغمبرؐ کی حیات میں اعتقادی مسائل واضح روشن اور کلامی و فلسفی استدلال و پیچیدگی سے خالی تھے۔ کیونکہ مسلمانوں کیلئے اختلاف کرنے کی کوئی جگہ موجود نہ تھی سوائے ان شبہات کے جنہیں کبھی کبھی اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) مسلمانوں کے درمیان اٹھاتے تھے یا کچھ اصحاب کے بعض آیات کو صحیح نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتے تھے یا بعض آیات کے ظاہر پر اڑ جانے اور دیگر آیات کی طرف توجہ نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتے تھے یا رسول کریمؐ کے بیانات سے جہالت و لاعلمی کی وجہ سے پیدا ہوتے تھے لیکن زمانہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کی برکت سے یہ امور مسلمانوں کے عقائد میں ذرہ بھر اثر انداز نہ ہو سکے کیونکہ آپؐ مسلمانوں کیلئے مورد اختلاف ہر مسئلہ کو واضح و صریح لفظوں میں بیان فرماتے تھے۔

قانون الٰہی ہے کہ اس دنیا میں کوئی انسان ہمیشہ نہیں رہے گا خواہ رسولؐ اور نبیؑ ہی کیوں نہ ہو اور چونکہ اسلام کا پیغام آخری اور ابدی ہے تو یہ انتہائی غیر معقول تھا

کہ پیغمبرؐ اپنا دین بغیر محافظ کے اور حامی و مددگار کے چھوڑ جاتے جو آپکی رحلت کے بعد دین کی حفاظت کرتا اور ہر اعتراض اور شبہہ کا جواب دیتا حدیث ثقلین اور دیگر احادیث میں اہل بیت کی نسبت پیغمبرؐ اکرم کی مسلسل تاکید اسی وجہ سے تھی کہ آپؐ اہل بیت کے مقام و منزلت کو لوگوں کے سامنے بیان فرمائیں اور یہ بتائیں کہ یہی آپؐ کے قائم مقام اور وارث ہیں۔

﴿إني تاركٌ فيكمُ الثقلين كتاب الله و عترتي أهل بيتي ما ان تمسَّكتم بهما لن تضلُّوا بعدي أبداً﴾

پیغمبرؐ کے امت کو تمام احکام الٰہی پہنچانے کے بعد اور حسن و صداقت کے ساتھ ہر امر کا اعلان کردینے سے وہ امور پیغمبر کی حیات میں ویسے ہی باقی رہے لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وداع کے ساتھ ہی کچھ اختلافات ظاہر ہوگئے جو وفات کے بعد دھیرے دھیرے بڑھتے گئے۔ یہاں تک کہ یہ اختلافات، بعد کے زمانے میں عقائد اسلامی کے اکثر عقائد میں سرایت کر گئے۔

خصوصا اس وقت جب اسلام کے جغرافیای حدود فتوحات کے نتیجہ میں وسیع ہوئے اور اسلامی فکر روم اور فارس کے فلسفوں سے متاثر ہوئی۔ گردش ایام کے نتیجہ میں دوسرے علوم کے ترجمے اور علم کلام میں پیدا ہونے والی

تبدیلی کا دور شروع ہوا اگرچہ علم کلام کے مسائل دور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی موجود تھے لیکن ابتدائی اور صاف شفاف صورت میں۔

اسلامی فکر کا دوسری فکروں سے متصل اور مخلوط ہونے کا طبیعی نتیجہ یہ تھا کہ دوسرے مکاتب فکر، اعتقادات مسلمانوں کے عقائد پر براہ راست اثر انداز ہوں اور استدلال کے اعتبار سے یہیں سے شدید اختلافات کلامی مکاتب فکر کے مابین بعض عقائد میں شروع ہوئے، اسی لئے پیغمبرؐ نے اہل بیتؑ کو پہچنوایا تھا اور گویا یہ اعلان کیا تھا کہ اہل بیتؑ جو قرآن کے ہم پلہ قرار دئے گئے تھے اور جن سے تمسک کا حکم دیا گیا تھا ان کی فکر سے ہٹ کر اسلامی عقیدے کا اختیار کرنا صحیح اسلام سے دوری کا سبب بنے گا البتہ بہت سے ایسے عقائد بھی تھے جو صدر اسلام کے مسلمانوں میں محل اتفاق تھے لیکن اس میں بھی تاریخ کے بعض ادوار میں مخالف لوگ ظاہر ہو گئے جو خواہشات کی پیروی یا تحقیق وبحث کے صحیح راستے سے انحراف کے نتیجہ میں اسلام سے جدا اور حق سے دور ہو گئے اور انہیں اسلام کے حقیقی عقائد میں سے شاید ایک عقیدہ مسئلہ شفاعت ہے۔

شفاعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل وعنایت ہے اور ہمارے نبیؐ کی دعا کی قبولیت ہے۔ جس کو آپؐ نے اپنی امت کے گنہگارون کیلئے ذخیرہ فرمایا ہے۔

دلائل کی روشنی میں شفاعت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ایک وہ شفاعت جو ہمارے نبی اکرمؐ کے لئے مختص ہے۔ اور دوسری وہ شفاعت جس میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دیگر انبیاء شہداء و علماء بھی شریک ہیں۔

یہاں پر اس بات کی طرف متوجہ کر دینا ضروری ہے کہ اس ذخیرہ شدہ شفاعت کے بارے میں کسی کو غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے کہ عقیدۂ شفاعت کی بنا پر واجبات کو ضعیف شمار کیا جائے گا اور محرمات میں تساہل سے کام لیا جائیگا۔

اور یہ بحث شفاعت کی دلیلوں کی وضاحت اور شفاعت سے مربوط اعتراضات کے مناسب علمی جوابات پر مشتمل ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھتے ہیں کہ یہ بحث نفع بخش اور مفید ہو سکے ----اللہ ہی صحیح و مستحکم راستے کی ہدایت کرنے والا ہے۔

بیشک شفاعت ایک ایسی حقیقت ہے جس کے ثبوت میں قرآن کی صریح آیات اور متواتر حدیثیں موجود ہیں۔ علماء کرام نے بھی اس کی افادیت کے باعث اپنے اعتقادی دروس میں بہت تاکید کی ہے لہذا اب کسی مسلمان کے لئے اس سے انکار کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس کے باوجود تاریخ کے بعض ادوار

میں خصوصا دور حاضر میں اس پر بہت ہی کیچڑ اچھالنے والے اور طرح طرح کی بدگمانیاں پیدا کرنے والے افراد ظاہر ہوئے ہیں۔

اس موضوع (شفاعت) کی اہمیت و ضرورت اور اس مسئلہ کے سمجھنے میں اشتباہات کے ازالہ کی خاطر یہ چند دروس مرتب کئے گئے ہیں تاکہ شفاعت اور اس سے متعلق تمام تر باتیں واضح ہو سکیں۔

ہم نے اس بات کی بھرپور کوشش کی ہے کہ ہمارا کتابچہ آیات کریمہ اور ان احادیث نبوی کی روشنی میں ہو جن پر تمام مذاہب مسلمہ متفق ہوں اور علماء نے بیان بھی کیا ہو۔

اس بات کا خیال بھی رکھا گیا ہے کہ ایک عام فہم چیز آپ کے سامنے پیش کی جا سکے جو کہ کسی بھی طرح سے ذہن پر گراں نہ گذرے جیسا کہ ہم نے منکرین شفاعت اور قائلین شفاعت میں دیکھا ہے کہ انہوں نے اس بات کا خیال نہیں رکھا ہے۔

ہم نے اس کتابچے میں اس مسئلہ پر مختلف پہلوؤں سے بحث کی ہے اور اپنی بحث کو چار فصول میں تقسیم کیا ہے۔

پہلی فصل : شفاعت کا لغوی معنی۔ شفاعت سے متعلق آیات واحادیث۔

دوسری فصل : علماء اہل تشیع و تسنن کے نظریات اور (شفاعت) سے متعلق اعتراضات کی تحلیل اور ان کے جواب۔

ہم نے تیسری فصل میں شفاعت در دنیا و شفاعت در آخرت کے بارے میں گفتگو کی ہے۔

اور پھر چوتھی اور آخری فصل میں مسئلہ شفاعت اور متعلقین شفاعت پر روشنی ڈالی ہے۔

ہماری یہ پیشکش نہایت ہی سلیس اور واضح اسلوب کی حامل ہے ہم نے بحث میں علمی اصول کا خیال رکھا ہے تحلیل و تجزیہ میں صاف اور سادہ روش کا پورا پورا لحاظ رکھا ہے۔

(خدا سے مدد و پشت پناہی کی امید کرتے ہیں۔)

☆☆☆☆☆

فصل اول

شفاعت کا مفہوم

اور

اس کی حقیقت قرآن و سنت کی روشنی میں

لغوی معنی

شَفَعَ۔ شَفعاً یعنی کسی شی کو کسی دوسری شی کے ہمراہ قرار دینا اسی لئے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص تنہا تھا اس کو دوسرے کے ساتھ ملا دیا۔

جیسے آپ کہتے ہیں میرے لئے دو دو بنا دئے گئے یعنی میں ایک کو دو دیکھتا ہوں آنکھوں کی کمزوری کی وجہ سے۔

شفع شفاعۃ بفلان او فیہ الیٰ زید۔ یعنی اس نے کسی کے لئے سفارش کی یا کسی شیٔ کی زید سے سفارش کی یعنی زید سے تعاون چاہا۔

اور شفاعت کے ایک معنی ہیں کہ کسی کیلئے معاون بننا (تشفع لی) میرے لئے شفاعت طلب کی۔

شفاعت کا اصطلاحی معنی لغوی معنی سے بہت زیادہ فرق نہیں رکھتا شفاعت

اصطلاحی یعنی (گناہوں سے عفودرگذر کاسوال کرنا)(۱)۔

یا یہ شفاعت شفاعت کرنے والے کا مشفوع الیہ (جس سے شفاعت کی جائے) سے مشفوع لہ (جس کے لئے شفاعت کی جارہی ہے) کیلئے کچھ طلب کرنا۔لہذا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یادوسری ذوات مقدسہ کا۔۔۔۔۔

پروردگار عالم سے شفاعت چاہنا۔۔۔۔ خدا سے دوسروں کیلئے گناہوں کی بخشش اور حاجت طلب کرنا ہے ۔ گویا شفاعت دعا اور امید کی ایک قسم ہے۔(۲)

شفاعت قرآن کی روشنی میں

مادہ شفاعت (شفع) قرآن میں متعدد بار نفی اور اثباتی معنوں میں آیا ہے وہ

---

(۱)التعریفات للجرجانی ص ٥٦ والنهاية فی غريب الحديث لابن كثير ج ۲ص ۴۸۵ -اور الکلیات ابی البقاء ص ۵۳۶ اس میں ہے واماالمشفوع بہ فصاحب الکبیرہ عندنا یعنی مشفوع لہ ہمارے نزیک مرتکب گناہ کبیرہ ہے۔

(۲) کشف الارتیاب۔ سید محسن الامین العاملی ۱۹۶ ۔

آیات کریمہ جو براہ راست شفاعت سے متعلق ہیں ان کی تعداد ۲۵ پچیس ہے جو قرآن کے اٹھارہ سوروں میں پھیلی ہوئی ہیں۔

قرآن میں جہاں بھی شفاعت کا تذکرہ ہے وہ سب کے سب پہلے معنی اصطلاحی پر دلالت کرتے ہیں یعنی گنہگاروں سے عذاب کا اٹھانا ہے علو درجات و مقام کا تذکرہ نہیں ہے۔

۱۔وہ نصوص جو شفاعت کی حدبندی کرتی ہیں۔

۲۔وہ نصوص جن میں ان افراد کی حدبندی کی گئی ہے جنکو شفاعت نصیب ہوگی اور جو شفاعت کے حقدار نہیں ہوں گے۔

قرآن جب کسی چیز کی حدبندی کرتا ہے تو دنیا میں عام افراد کی روش و طرز زندگی کو مد نظر رکھتے ہوئے موضوعی حدبندی کرتا ہے۔

جنہوں نے آیات قرآن سے ایک نئی اور تیسری جہت نکالی ہے وہ شفاعت کی مطلقا نفی ہے اور ہم شفاعت کو اثبات و نفی کے درمیان پہچاننا چاہتے ہیں۔

قرآن کریم میں کوئی ایسی آیت وارد نہیں ہوئی جو مطلقا شفاعت کی نفی کرتی ہو بلکہ جن لوگوں کے لئے شفاعت کی نفی ہوئی ہے وہ ایک خاص گروہ ہے جن۔۔۔۔۔کو خدا نے ان کے اعمال کے باعث شفاعت سے دور رکھا ہے۔اور

وہ افراد وہ ہیں جو کسی طرح سے بھی دائرہ (کفر) میں آتے ہیں اور وہ شفاعت سے محروم ہیں۔

قرآن میں خاص افراد کے بارے میں شفاعت سے محرومی کا اعلان کیا گیا ہے جبکہ دوسری طرف سے جو افراد مستحق شفاعت ہیں ان کے لئے شفاعت کی تاکید فرماتا ہے اور وہ لوگ وہ ہیں جو دائرہ (مومنین) میں داخل ہیں۔

جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ ذَرِ الَّذِینَ اتَّخَذُوا دِینَهُم لَعِباً وَ لَهواً وَ غَرَّ تُهُم الحَیوٰ ةُ الُدنیَا وَ ذَکّرُ بِهٖ اَنُ تُبسَلَ نَفسٌ بِمَا کَسَبَتُ لَیُسَ لَهَا مِنُ دُوُنِ اَللّٰه وَلِیٌّ وَلَا شَفِیعٌ وَاِنُ تَعُدِلُ کُلَّ عَدُلٍ لَا یُؤخَذُ مِنُهَا۔﴾ (۱)

ترجمہ: اوران لوگوں کو چھوڑ دو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے اورانہیں زندگانی دنیا نے دھوکہ میں مبتلا کر رکھا ہے اوران کو یاد دہانی کراتے رہو کہ مبادا کوئی شخص اپنے کئے کی بنا پر ایسے عذاب میں مبتلا ہو جائے کہ اللہ کے علاوہ کوئی سفارش کرنے والا اور مدد کرنے والا نہ ہو اور سارے معاوضے اکٹھا بھی کر دے تو اس سے قبول نہ کیا جائے۔

---

(۱) انعام ۷۰۔

اس آیۂ شریفہ میں شفاعت پانے سے استثناء واضح ہے اور وہ صرف ان افراد کیلئے ہے جنہوں نے دین کولہو ولعب سمجھا اور دنیا کی زندگانی نے ان کو دھوکے میں رکھا۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِن قَبلِ اَن یَأتِیَ یَومٌ لا بَیعٌ فِیهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْکَافِرُوْنَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (۱)

ترجمہ: اے ایمان لانے والو! جو تمہیں رزق دیا گیا ہے اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس دن نہ تجارت ہوگی نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش اور کافرین ہی اصل ظالمین ہیں۔"

اگر چہ اس آیت میں ایک خاص لفظ (یا ایها الذین آمنوا) سے خطاب کیا گیا ہے لیکن اس آیۂ شریفہ میں مطلقا شفاعت سے انکار نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس کے ساتھ آیت کے ذیل کا قرینہ بھی موجود ہے وہ فرمان خدا ہے (والکافرون هم الظالمون) جو کہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کفار،

---

(۱) بقرہ ۲۵۴

شفاعت سے محروم رہیں گے۔آیئہ کریمہ اس لئے آئی ہے کہ مومنین کواس بات کا پیغام دے کہ راہ خدامیں انفاق سے رکنا کفر ہے۔

اور انفاق سے روکنے والا شفاعت سے محروم ہے اس لئے کہ یہ(کافروں کا مصداق ہے)۔علامہ طباطبائی نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں یہی فرمایا ہے۔(۱)

گذشتہ آیت سے نفی شفاعت پر دیگر آیات کی نسبت سب سے زیادہ استدلال کیا گیا ہے۔ اس آیت سے نفی شفاعت پر اسکا استدلال تب صحیح ہوتا جب اس آیت کے آخر میں یہ جملہ نہ ہوتا۔(والکافرون هم الظالمون)یہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ وہ لوگ جن کو خدا نے رزق سے نوازا ہے مگراس کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ایسے لوگوں کو شفاعت نصیب نہیں ہوگی اس لئے کہ ایسے افراد کفار کے زمرے میں آتے ہیں جیسا کہ گذر چکا ہے۔

یہاں سے یہ معلوم ہوجاتاہیکہ قرآن کریم میں مطلقا شفاعت کی نفی نہیں کی گئی ہے بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ قرآن میں شفاعت کی نفی قید کے ساتھ کی گئی ہے اور وہ قید جو موضوع کے ساتھ لگائی گئی ہے کہ جب یہ قید ختم ہوجائے گی نفی خود بخود ختم ہوجائے گی۔اس کے مقابل میں ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن میں شفاعت

---

(۱)المیزان فی تفسیر القرآن سید محمد حسین الطباطبائی ج۲ص۳۲۳۔

کے اثبات کے سلسلے میں آیات کی وافر تعداد موجود ہے جو شفاعت پر تاکید کرتی ہیں۔

مثلا! ﴿ هَلْ يَنظُرُونَ اِلَّا تَأوِيلَهُ يَومَ يَأتِى تَأوِيلُهُ يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِن قَبلُ قَد جَاءَت رُسُلُ رَبِّنَا بِالحَقِّ فَهَل لَنَا مِن شُفَعَاء فَيَشفَعُوا لَنَا اَو نُرَدُّ فَنَعمَلَ غَيرَ الَّذِى كُنَّا نَعمَلُ قَد خَسِرُوا أنفُسَهُم وَ ضَلَّ عَنهُم مَا كَانُوا يَفتَرُونَ﴾ (۱)

''کیا یہ لوگ صرف انجام کار کا انتظار کر رہے ہیں تو جس دن انجام سامنے آجائے گا تو جو لوگ پہلے سے اسے بھولے ہوئے تھے وہ کہنے لگیں گے کہ بیشک ہمارے پروردگار کے رسول صحیح ہی پیغام لائے تھے تو کیا ہمارے لئے بھی شفیع ہیں جو ہماری سفارش کریں یا ہمیں واپس کر دیا جائے جو ہم اعمال کرتے تھے اس کے علاوہ دوسرے قسم کے اعمال کریں درحقیقت ان لوگوں نے اپنے کو خسارہ میں ڈال دیا ہے اور ان کی ساری افتراء پردازیاں غائب ہوگئی ہیں۔''

اسی آیۂ کریمہ میں بطور نمونہ ان افراد کا تذکرہ کیا گیا ہے جنہوں نے خدا پر

(۱) اعراف ۵۳۔

افتراء پردازی کی اور جھوٹ باندھا۔ روز محشر ایسے افراد کو شفاعت سے محروم رکھا جائے گا اس لئے کہ یہ افراد وہ ہیں جن کے بارے میں قرآن نے فرمایا (خسروا انفسھم) آیت کا یہ جملہ دوسرے رخ سے شفاعت کے وجود حقیقی پر دلالت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ افراد طلب شفاعت کریں گے مگر ان کو تا ابد یہ شفاعت نصیب نہ ہوگی۔

﴿قَالَ اللّٰه: لَا یَملِکُونَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَن عَهْدَا﴾ (۱)

ترجمہ: ''اس وقت کوئی شفاعت کا صاحب اختیار نہ ہوگا مگر وہ جس نے رحمان کی بارگاہ میں شفاعت کا عہدہ لے لیا ہوگا۔''

﴿قَال عز شانه: یَومَئِذٍ لَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحمٰنُ وَ رَضِیَ لَهُ قَولاً۔﴾(۲)

ترجمہ: ''اس دن کسی کی سفارش کام نہ آئے گی سوائے ان کے جنہیں خدا نے اجازت دیدی ہو اور ان کی بات سے راضی ہو۔''

---

(۱) مریم ۸۷۔

(۲) طہ ۱۰۹۔

﴿قوله تعالیٰ: وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَن شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾(۱)

ترجمہ: ''اوران کے علاہ جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ شفارس کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔مگروہ جو سمجھ بوجھ کرحق کی گواہی دینے والے ہیں۔''

یہ اوراس کے علاوہ بہت ساری آیتیں ہیں جو روزمحشر وجود شفاعت پر دلالت کرتی ہیں حقیقت امراور خلاصہ یہ ہے کہ قرآن نے شفاعت کرنے والوں کو کچھ صفتوں کے ساتھ متصف کیا ہے ان میں سے یہ ہیں:

(۱)من اتخذ عند الرحمن عهدا۔

(۲)من اذن له الرحمن۔

(۳) من شهد بالحق وهم يعلمون ۔

ان تین صفات اوران کے علاوہ دیگر صفات کے حامل افراد کو خدا نے یہ اعلیٰ منزلت بخشی ہے کہ یہ لوگ جن لوگوں کی چاہیں شفاعت کریں خدا ان کی شفاعت کو قبول کرے گا۔

(۱)زخرف ۸۶

خلاصۂ کلام یہ کہ شفاعت کا وجود قرآن کی تصریح سے ثابت ہے۔ گویا شفاعت کو صرف محدود کیا گیا ہے شفاعت کرنے والے اور شفاعت پانے والے کی بہ نسبت یہ (شفاعت) انسانوں کے ایک گروہ کو نصیب نہیں ہوگی۔

قاری محترم کی آسانی کی خاطر ہم ان آیات کی نشاندہی کئے دے رہے ہیں جو کہ مفہوم شفاعت کو واضح کر رہی ہیں اور ان کا تذکرہ آنے والی بحثوں میں کریں گے۔ اور وہ یہ ہیں:

سورہ بقرہ:۴۸، ۱۲۳، ۲۵۴، ۲۵۵۔

سورہ نساء:۸۵۔

اعراف: ۵۳۔

الانبیاء: ۲۸۔

الشعراء۱۰۰

المدثر ۴۸

الانعام ۵۱، ۷۰، ۹۴

یونس:۳، ۱۸۔

مریم: ۸۷۔

طہٰ: ۱۰۹۔

سبأ ۲۳۔

زمر: ۴۳، ۴۴۔

زخرف: ۸۶۔

یٰس: ۲۳۔

نجم: ۲۶۔

فجر ۳۔

غافر: ۱۸۔

روم: ۱۳۔

وہ آیات جو شفاعت اور مفہوم شفاعت کی نفی کرتی ہیں

یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ شفاعت کا مطلقا انکار نہیں کیا جا سکتا قرآن کریم نے متعدد مقامات پر اس بات کی وضاحت کی ہے کہ شفاعت کا وجود ثابت ہے اور وہ لوگ جن کو شفاعت نصیب نہیں ہوگی وہ کفار ہیں چاہے جس لباس میں ہوں آیات قرآنی کافروں کے مصادیق کو بیان کرتی ہیں۔

قرآن کریم میں کفار کو مختلف صورتوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کبھی: الذین نسوہ من قبل اور کبھی المکذبون بیوم الدین کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ دوسری تعریفیں اور صفتیں ہیں جن میں سے ایک کفران نعمت ہے۔

۱۔ کفران نعمت

اس ضمن میں قرآن کی مندرجہ ذیل آیات آئی ہیں:

يَا اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِن قَبلِ اَنْ يَأتِيَ يَومٌ لَا بَيعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔ (۱)

ترجمہ: اے ایمان لانے والو جو تمہیں رزق دیا گیا ہے اس میں سے راہ خدا مین خرچ کرو قبل اسکے کہ وہ دن آئے جس دن نہ تجارت ہوگی نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش، اور کافرین ہی اصل ظالم ہیں۔

جیسا کہ المیز ان کے حوالے سے یہ بیان ہو چکا ہے کہ جو کچھ اللہ نے دیا ہے اسے راہ خدا میں خرچ کرنے سے رکنا کفر اور ظلم ہے ہم اگر پوری آیت کو شروع سے آخر تک غور سے پڑھیں تو ہم کو یہ بات معلوم ہوگی کہ رزق خدا میں سے اس کی راہ میں خرچ کرنے سے جو انکار کرتے ہیں وہ کفار ہیں اور بیشک کفار کو روز

---

(۱) بقرہ ۲۵۴۔

محشر شفاعت نصیب نہ ہوگی۔

آیت کے سیاق وسباق سے واضح ہو جاتا ہیکہ جس چیز کی نفی کی گئی ہے وہ مذکورہ سبب کے باعث لوگوں کے ایک خاص گروہ کا استحقاق شفاعت ہے، لہذا آیت مطلق شفاعت کی نفی پر دلالت نہیں کرتی ہے۔

۲۔اتباع شیطان

فرمان الٰہی ہے:

﴿يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِن قَبلُ قَد جَاءَ تْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالحَقِّ فَهَلْ لَنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُواْ لَنَا اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيرَ الَّذِي كُنَّا نَعمَلُ قَدْ خَسِرُوا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنهُم مَا كَانُوا يَفتَرُونَ ﴾(۱)

ترجمہ: ''تو جو لوگ پہلے سے اسے بھولے ہوئے تھے وہ کہنے لگیں گے کہ بیشک ہمارے پروردگار کے رسول صحیح ہی پیغام لائے تھے تو کیا ہمارے لئے بھی شفیع ہیں جو ہماری سفارش کریں یا ہمیں واپس کردیا جائے تو ہم اس کے علاوہ دوسرے اعمال کریں درحقیقت ان لوگوں نے اپنے کو خسارہ میں ڈال

(۱)الاعراف ۵۳۔

دیا ہے اوران کی ساری افترا پردازیاں غائب ہوگئیں۔"

فرمان الٰہی ہے:

﴿فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُم وَالغَاوُن .وَ جُنُودُ إبلِيسَ اَجمَعُونَ . قَالُوا وَ هُم فِيهَا يَختَصِمُون .تَاللّٰهِ إن كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِين . إذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ العَالَمِينَ .وَمَا أَضَلَّنَا اِلَّا المُجرِمُونَ . فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ . وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ.﴾(۱)

ترجمہ:"پھر وہ سب تمام تر گمراہوں کے ساتھ جہنم میں منہ کے بل ڈھکیل دیئے جائیں گے۔اور ابلیس کے تمام لشکر والے بھی اور وہ سب جہنم میں آپس میں جھگڑا کرتے ہوئے کہیں گے خدا کی قسم ہم سب کھلی ہوئی گمراہی میں تھے جب تم کو رب العالمین کے برابر قرار دے رہے تھے۔اور ہمیں مجرموں کے علاوہ کسی نے گمراہ نہیں کیا۔اور ہمارے لئے کوئی شفاعت کرنے والا بھی نہیں۔اور نہ کوئی دل پسند دوست ہے۔"

گذشتہ دو آیتیں اس بات کو بیان کررہی ہیں کہ جو لوگ دین کو بھول بیٹھے اور شیطان کی اتباع کی اور گمراہ ہوگئے ایسے لوگ شفاعت سے محروم رہیں گے۔

---

(۱) سورہ شعراء ۹۴ تا ۱۰۱۔

۳۔روز قیامت کا انکار کرنے والے

خداوند عالم کے اس فرمان کا ملاحظہ کریں جو ان لوگوں کے بارے میں ہے جنہوں نے روز قیامت کو جھٹلایا (انکار کیا) اور وجود قیامت و حساب کے منکر ہوئے۔

﴿وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ۔ حَتّٰى أَتَانَا الْيَقِينُ ۔ فَمَا تَنفَعُهُم شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ۔﴾(۱)

''اور روز قیامت کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم کو موت آ گئی تو انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش بھی کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی''۔

۴۔جن لوگوں نے دین کو لہو ولعب سمجھا

جن لوگوں نے دین کو لہو ولعب (تماشا) سمجھا خداوند تعالیٰ روز محشر ایسے افراد کی حالت زار بیان کر رہا ہے:

﴿وَ ذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُم لَعِباً وَ لَهواً وَ غَرَّتهُم الحَيوٰةُ الدُّنيَا وَ ذَكِّرْ بِهٖ اَنْ تُبسَلَ نَفسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللّٰه

(۱) المدثر ۴۶ تا ۴۸۔

وَلِیٌّ وَلَا شَفِیعٌ وَاِنْ تَعْدِلْ کُلَّ عَدْلٍ لاَ یُؤخَذْ مِنْهَا أولئِكَ الَّذِینَ أبسِلُوا بِمَا کَسَبُوالَهُم شَرَابٌ مِن حَمِیمٍ وَعَذابٌ اَلِیم بِمَا کَانُوا یَکفُرُونَ﴾ (۱)

"اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے اور انہیں زندگانی دنیا نے دھوکہ میں مبتلا کر دیا ہے اور ان کی یاد دہانی کراتے رہو مبادا کوئی شخص اپنے کئے کی بناء پر ایسے عذاب میں مبتلا ہو جائے کہ اللہ کے علاوہ کوئی سفارش کرنے والا اور مدد کرنے والا نہ ہو اور سارے معاوضہ اکٹھا بھی کر دے تو اسے سے قبول نہ کیا جائے گا یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے کرتوت کی بناء پر بلاؤں میں مبتلا کیا گیا ہے۔ اور اب ان کے لئے گرم پانی کا مشروب ہ اور ان کے کفر کی بناء پر دردناک عذاب ہے۔"

۵۔ ظالمین

خداوند تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿وَأنذِرْهُم یَومَ الأزِفَةِ اِذ الْقُلُوبُ لَدَی الْحَنَاجِرِ کٰظِمِینَ مَا لِلظَّالِمِینَ مِن حَمِیمٍ وَلاَ شَفِیعٍ یُطَاعُ﴾ (۲)

---

(۱) انعام ۷۰۔ (۲) غافر ۱۸۔

ترجمہ :''اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انہیں آنے والے عذاب سے ڈرائیں جب دم گھٹ گھٹ کر منہ کے قریب آجائیں گے اور ظالمین کے لئے نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا جس کی بات سن لی جائے۔''

۶۔ مشرکین

قرآن سے نص صریح موجود ہے کہ مشرکین کو روز قیامت ہرگز شفاعت نصیب نہیں ہوگی اور وہ افراد جو غیر خدا کی عبادت میں ان کے شریک تھے و ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے۔

خداوند کریم فرماتا ہے :

﴿وَ يَعبُدُونَ مِن دُونِ اللّهِ مَالَا يَضُرُّهُم وَلاَ يَنفَعُهُم وَ يَقُولُونَ هٰولاَء شُفَعَاؤُنَا عِندَاللّهِ قُل أتُنبِئُونَ اللّهَ بِمَا لَا يَعلَمُ فِي السَّمٰوَاتِ وَلاَ فِي الاَرضِ سُبحَانَه وَ تَعالىٰ عَمَّا يُشرِكُونَ﴾(۲)

ترجمہ :''اور یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر ان کی پرستش کرتے ہیں جو نہ نقصان پہنچاتے ہیں اور نہ فائدہ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ خدا کے یہاں ہماری

---

(۱) یونس –۱۸

سفارش کرنے والے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم تو خدا کو اس بات کی اطلاع کر رہے ہو جس کا علم اسے زمین و آسمان میں کہیں نہیں ہے اور وہ پاک وہ پاکیزہ ہے اور ان کے شرک سے بلند و برتر ہے''

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ لَم یَکُن لَھُم مِن شُرَکَائِھِم شُفَعَاءُ وَ کَانُوا بِشُرَ کَائِھِم کَافِرِینَ﴾ (۱)

ترجمہ:''اور ان کے شرکاء میں کوئی سفارش کرنے والا نہ ہوگا اور یہ خود بھی اپنے شرکاء کا انکار کرنے والے ہوں گے۔''

سورۂ انعام میں ارشاد فرمایا:

﴿و مَا نَریٰ مَعَکُم شُفَعَاءُ کُم الَّذِینَ زعَمتُم اَنَّھُم فِیکُم شُرَکَاءُ لَقَدْ تَقَطَّعَ بَیْنَکُم وَ ضَلَّ عَنکُم مَا کُنتُم تَزعُمُونَ﴾ (۲)

ترجمہ:''اور ہم تمہارے ساتھ سفارش کرنے والوں کو بھی نہیں دیکھتے جنہیں تم نے اپنے لئے خدا کا شریک بنایا تھا تمہارے ان کے تعلقات قطع ہو گئے اور تمہارا خیال تم سے غائب ہو گیا۔''

---

(۱) روم ۱۳ (۲) انعام ۹۴

سورۂ زمر میں ارشاد فرمایا:

﴿ أم اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّه شُفَعَاء قُل أوَلَو كَانُوا لَا يَملِكُونَ شَيئًا وَلَا يَعقِلُونَ ﴾(۱)

ترجمہ: ''کیا ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر سفارش کرنے والے اختیار کر لئے ہیں تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ ایسا کیوں ہے چاہے یہ لوگ کوئی اختیار نہ رکھتے ہوں اور کسی طرح کی بھی عقل نہ رکھتے ہوں۔''

سورۂ یٰس میں ارشاد فرمایا:

﴿ ء أتَّخِذُ مِن دُونِهِ آلِهَةً إنْ يُرِدْنِ الرَّحمٰنُ بِضُرٍّ لَا تُغنِ عَنِّي شَفَاعَتَهُم شَيْئًا وَلَا يُنقِذُونَ ۔ ﴾(۲)

ترجمہ: ''کیا میں اس کے علاوہ دوسرے خدا اختیار کرلوں جب کہ وہ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کسی کی سفارش کام آنے والی نہیں ہے اور نہ کوئی بچا سکتا ہے۔''

معلوم ہوتا کہ جو آیات کریمہ مشرکین کے لئے شفاعت کی نفی کرتی ہیں وہ دو وظیفوں تک پہنچاتی ہیں:

(۱) زمر ۴۳ (۲) یٰس ۲۳۔

(۱) اس بات کی تاکید کرتی ہیں کہ یہ اصنام اور دیگر اسباب شرک اپنے اوپر ایمان لانے والوں کو ذرہ بھر فائدہ نہیں پہنچائیں گے بلکہ انہیں قیامت کے دن شرک کے سبب عذاب کا مستحق قرار دیں گے لہذا یہ آیات شرکا کے شفاعت کرنے پر قادر نہ ہونے کی نفی کرتی ہیں۔

(۲) جن افراد نے شرک باللہ کیا ایسے لوگ شافعین کی شفاعت سے قطعی محروم ہیں کیونکہ یہ شفاعت کے حقدار نہیں ہیں۔ گذشتہ تمام آیاتِ شریفہ اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ مفہوم شفاعت واضح ہے۔

اوران آیات میں روز محشر شفاعت سے محروم افراد کی حد بندی کی گئی ہے۔

وہ خصوصی مفاہیم جوان آیات شریفہ سے واضح ہیں وہ مفاہیم کفر وشرک ہیں۔

ان کفار ومشرکین میں سے کسی ایک کو بھی روز قیامت اللہ کی اجازت سے شفاعت کرنے ولوں کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ اب بات یہں پر بالکل واضح ہوگئی کہ قرآن کریم میں مطلق شفاعت کی نفی نہیں کی گئی۔ بلکہ ایک خاص گروہ کی شفاعت کی نفی کی گئی ہے اور خداوند تعالٰی نے ایسے افراد کے صفات واعمال دنیا ہی میں بتادئے ہیں۔

شفاعت سنت مطہرہ کی روشنی میں

دوسرے کثیر اعتقادی مسائل سے مسئلہ شفاعت مختلف ہے اس سے متعلق بڑی کلامی بحثیں اور مناظرے ہوئے ہیں جبکہ اس کے ثبوت پر قرآن کریم کی نص صریح کی طرح احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اہلبیت علیہم السلام بھی اس کے وجود پر گواہ ہیں۔

(۱) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام نے فرمایا:

اعطيت خمسا لم يعطهن احد قبلي......و اعطيت الشفاعة و لم يعط نبي قبلي ......

مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملی اور مجھے شفاعت سے نوازا گیا ہے جبکہ مجھ سے قبل کسی نبی کو یہ عطیہ نہیں

دیا گیا۔(۱)

(۲)قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم :"فمن سأل لي الوسيلة حلت له ، الشفاعة ۔"

جوشخص مجھ کو(خدا تک پہنچنے کا وسیلہ قرار دے گا اس کے لئے شفاعت حلال ہے)۔(۲)

(۳)قال رسو ل الله صلى الله عليه وآله وسلم: "انما شفاعتي لأ هل الكبائر من أمتي۔"

میری شفاعت میری امت کے گنہگاروں کیلیئے ہے۔(۳)

(۴)قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: "اشفعوا تشفّعواويقضى الله عز وجل علىٰ لسان نبيّه ما شاء۔"

نیک کاموں میں لوگوں سے تعاون کروتا کہ شفاعت کے حقدار بن سکواور خدا

---

(۱)سنن نسائی ص۹۲۱۱/صحیح بخاری ج۱ص۸۶-۱۱۳ (۲)سنن نسائی ج۲ص۲۶

(۳)من لایحضرہ الفقیہ ج۳ص۳۷۶

اپنے رسول کی زبان پر وہی جاری کرتا ہے جو اسکی مشیت ہوتی ہے۔(۱)

(۵) انس ابن مالک سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انا اوّل شفيع فى الجنة۔

جنت میں پہلا شفاعت کرنے والا میں ہوں گا۔(۲)

(۶) کعب الاحبار اور یہی حدیث ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے کہ نبی کریم (ص) نے فرمایا:

لكلّ نبي دعوة يدعوها فأريد ان اختبىء دعوتي شفاعة لأمتي يوم القيامة۔

ہر نبی کو خدا نے ایک حق دعا عطا کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس دعا کو روز محشر اپنی امت کی شفاعت کیلئے ذخیرہ کروں۔(۳)

(۷) عن ابی نضرة :

---

(۱) سنن نسائی ج ۵ ص ۷۸ (۲) صحیح مسلم ج ا ص ۱۳۰ (۳) صحیح مسلم ا ص ۱۳۰-۱۳۲ بخاری ص ۱۴۵ ج ۸ ص ۱۹۳ مسند احمد ص ۳۱۳ و ۳۹۶۔

اس نے کہا ہم سے ابن عباس نے بصرہ کے منبر پر خطاب کیا اور کہا :

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم:

إنّه لم يكن نبى إلاّ له دعوة قد تنجز هافى الدنيا وانّى قد اختبأت دعوتى شفاعة لأمتى و انا سيّد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر......فيقال ارفع رأسك و قل تسمع و سل تعُطِ واشفع تُشفّع قال فارفع رأسى فاقول اي ربى أمتى أمتى فيقال لى اخرج من النار من كان فى قلبه كذا وكذا فأخرجهم.

”دنیا میں آنے والے ہر پیغمبر کو یہ خصوصیت دی گئی ہے کہ اس کو ایک حق دعا دیا گیا اور میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کیلئے ذخیرہ کرر کھا ہے میں فرزندان آدم کا روزقیامت سید و سردار ہوں اس مین کوئی فخر کی بات نہیں...... پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنے سر کو اٹھاؤ اور کہو۔ تمہاری بات سنی جائے گی اور سوال کرو تمہاری حاجت پوری کی جائے گی اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی آپ نے فرمایا میں اپنے سر کو اٹھاؤں گا اور کہوں گا خدایا میری امت میری امت۔ پھر آواز آئے گی کہ جاو جہنم سے نکال لو جس کے دل میں یہ کچھ ہے۔ پھر میں ان کو جہنم سے باہر نکالوں گا“۔(۱)

(۱) مسند احمد ص ۲۹۵-۲۹۶

(۸) عن ابن عباس ان رسول الله قال صلی الله علیه وآله وسلم: اعطیت خمسا لم یعطهنَّ نبی قبلی ولا اقولهن فخرا بُعثت الیٰ الناس کافة الاحمر والاسود، و نُصرت بالرعب مسیرة شهر، و أحلَّت لی الغنائم ولم تُحل لاحد قبلی، و جُعلت لی الارض مسجدا و طهورا ، و أُعطیت الشفاعة فاخرتها لأمّتی فهی لمن لا یشرك بالله شیئا۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اکرم نے فرمایا :

مجھے پانچ چیزیں دی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں اور میں انہیں فخر کیلئے بیان نہیں کرتا :

۱) تمام سرخ وسیاہ لوگوں کا نبی ہوں۔

۲) میری مدد کی گئی ہے ایک ماہ کی مسافت تک رعب ودبدبہ کے ذریعہ۔

۳) میرے لئے غنائم جنگی حلال کئے گئے ہیں جبکہ مجھ سے قبل کسی پر حلال نہیں کئے گئے۔

۴) میرے لئے زمین سجدہ گاہ اور طاہر و مطہر قرار دی گئی ہے۔ اور مجھے

شفاعت عطا کی گئی ہے جسے میں نے اپنی امت کیلئے ذخیرہ کیا ہے یہ شفاعت اس کے لئے ہے جس نے کسی کو خدا کا شریک قرار نہ دیا ہو۔(۱)

(۹)عن عبد الله بن عمرو بن العاص يقول:

انه سمع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: اذا سمعتم مؤذناً فقولوا مثل ما يقول ثم صلّوا عليّ فإنه مَنْ صَلّى عليّ صلّى اللهُ عليهِ بها عَشراً ثم سلوا لِيّ الوسيلةَ فإنها منزلةً فى الجنّة لا تنبغى إلا لعبدٍ من عبادِ الله ، و أرجو أن أكون أنا هو، فمن سأله لِيَّ الوسيلة حلّت عليه الشفاعة۔(۲)

عبداللہ بن عمر بن العاص نے رسول اکرم کو فرماتے سنا ہے آپ نے فرمایا:

''جب تم مؤذن کی آوز سنو تو اس کو دہراؤ جو وہ کہتا ہے پھر مجھ پر صلوات بھیجو اور جو شخص مجھ پر صلوات بھیجے گا خدا اس پر دس بار صلوات بھیجے گا پھر مجھے وسیلہ قرار دو اس لئے کہ یہ جنت میں ایک مقام ہے اور یہ خدا کے خاص بندوں سے مخصوص ہے اور امید کرتا ہوں کہ وہ شخص میں ہوں اور جو مجھے وسیلہ بنائیگا اس کے لئے شفاعت حلال ہوگی''۔

---

(۱) مسند احمد ص ۳۰ (۲) مسند احمد ۲: ۱۶۸۔

(۱۰)عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی قوله تعالیٰ:﴿عسیٰ اَنْ یبعثَك ربُّك مقاماً محموداً﴾ قال : الشفاعة۔ (۱)

رسول اکرمؐ نے (عسیٰ ان یبعثك ربك مقاما محمودا) کے بارے میں فرمایا ہے یعنی شفاعت۔

(۱۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "رأیت ما تلقیٰ امتي بعدي.فسألتُ ان یولیني شفاعة یوم القیامة فیهم ففعل"۔ (۲)

نبی اکرمؐ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ روز محشر امت میری ملاقات نہیں کریگی۔

تو میں نے اللہ سے قیامت کے دن ان کے لئے ولایت شفاعت کا سوال کیا تو مجھے (اللہ نے) عطا کردیا۔

(۱۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:" لیخرجنَّ قوم من امتی من النار بشفاعتي یسمّون الجهنمیین"۔(۳)

---

(۱) مسند احمد ۲:۴۴۴ (۲) مسند احمد ۶:۴۲۸

(۳) سنن الترمذی ۴:۱۱۴۔ وسنن ابن ماجہ ۲:۱۴۴۳

نبی اکرمؐ فرماتے ہیں: میری امت کے ایک قوم کو جہنم سے نکالا جائے گا صرف میری شفاعت کے باعث ان کو جہنمی کہا جائے گا۔

(۱۳)قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم:

شفاعتي نائلة ان شاء الله من مات ولا يشرك بالله شيئاً.(۱)

رسول اکرم فرماتے ہیں:

انشاء...... میری شفاعت اس کو نصیب ہوگی جو مشرک نہ مرا ہو۔

(۱۴)مرويّ عن امير المؤمنين علي بن ابى طالب عليه السلام: قوله: "لنا شفاعة ولأهل مودتنا شفاعة".(۲)

ہمارے لئے حق شفاعت اور ہم سے محبت کرنے ولوں کیلئے حق شفاعت ہے۔

(۱۵) قال الإمام زين العابدين عليه السلام: اللهم صل علىٰ محمدٍ و آل محمد وشرف بنيانه وعظّم بُرهانه ،وثقّل ميزانه

---

(۱)مسند احمد۲:۴۲۶ (۲)امالی الصدوق:۲۹۱

وتقبل شفاعته"۔ (١)

حضرت سید سجاد نے فرمایا:

بارالٰہی محمد وآل محمد پر اپنی رحمتیں نازل فرما ان کی بنیادوں کو باشرف بنا ان کی دلیلوں کو باعظمت بنا ان کے میزان کو وزنی اور ان کی شفاعت کو قبول فرما۔

(١٦)قال رسول الله صلى الله عليه و آله :"يا بني عبد المطلب ان الصدقة لا تحلُّ لي ولا لكُم ، ولكنّي وعدت الشفاعة"۔(٢)

ختم المرسلین ارشاد فرماتے ہیں: اے بنی عبد المطلب صدقہ نہ تمہارے لئے حلال ہے اور نہ میرے لئے لیکن ہاں شفاعت کا وعدہ کرتا ہوں۔

(١٧)قال الإمام زين العابدين ؑ: ......و تعطف عليَّ بجودك و كرمك ، و اصلح منى ما كان فاسدا ، و تقبل مني ما كان صالحاَ، و شفّع فِيَّ محمداً وآلَ محمد ، واستجب دعائي و ارحم تضرعي و شكواي......۔(٣)

---

(۱) الصحیفۃ السجادیۃ، دعاء رقم ۴۳ (۲) الکافی، للکلینی ۴:۵۸

(۳) الصحیفۃ السجادیۃ ۲:۲۸۲، الطبعۃ المحققۃ

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

خدایا مجھ پر اپنے جود و کرم سے مہربانی فرما جو میرے برے عمل ہیں ان کی اصلاح فرما اور جو نیک ہیں ان کو قبول کر محمد و آل محمد کی شفاعت کو قبول فرما میری دعاؤں کو مستجاب فرما میری تضرع وزاری و شکایت پر رحم فرما......

(۱۸) عن أبي عبد الله عليه السلام قال : المؤمن مؤمنان : مؤمن و فىٰ للّه بشروطه التى شرطها عليه ، فذلك مع النبيين والصدّيقين والشهداء والصالحين و حسُنَ اولئك رفيقاً وذلك من يَشفع ولا يشفع له وذلك ممن لا تصيبه اهوال الدنيا ولا اهوال الآخرة، و مؤمن زلت به قدم فذلك كخامة الزرع كيفما كفئته الريح انكفأ وذلك ممن تصيبه اهوال الدنيا والآخرة و يُشفع له وهو علىٰ خير .(۱)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مومن دو طرح کے ہیں ا۔ایک وہ جس نے خدا کے ساتھ کی گئی شرطوں کو پورا کیا۔تو ایسا شخص انبیاء،صدیقین،شہداء اور صالحین کیساتھ ہوگا اور وہ کتنے اچھے

---

(۱) الکافي، للکلینی ۲: ۲۴۸

رفیق ہیں۔ وہ دوسروں کی شفاعت کریگا کوئی ان کی شفاعت نہیں کریگا اور ان کو مصائب دنیا و آخرت کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے۲۔ دوسرا وہ مومن جس کے قدم لڑکھڑا گئے تو وہ کھیت کی سوکھی ہوئی اس فصل کے مانند ہے کہ جدھر کی ہوا چلی اس کو ادھر اڑا لے گئی۔ اور اس کو مشکلات دنیا و آخرت دونوں کا ہی سامنا کرنا پڑا اس کی شفاعت کی جائے گی درحالیکہ وہ خیر پر ہوں۔

(۱۹) قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: "ان ربكم تطوّل عليكم فى هذا اليوم فغفر لمحسنكم و شفع محسنكم فى مُسيئكم فأفيضوا مغفورا لكم ،قال : و زاد غير الثمالي انه قال : ﴿إلّا اهل التبعات فإن الله عدل يأخذ للضعيف من القويّ﴾ فلما كانت ليلة جمع لم يزل يناجي ربه و يسأله لأهل التبعات فلما وقف بجمع قال لبلال :﴿ قل للناس فلينصتوا﴾ فلما نصتوا قال : ﴿انَّ ربكم تطول عليكم فى هذاليوم فغفر لمحسنكم و شفّع محسنكم فى مسيئكم فأفيضوا مغفورا لكم﴾ و ضمن لأهل التبعات من عنده الرضا۔(١)

---

(۱) الكافي، للكليني ج۴ص ۲۵۸

خاتم الانبیاءؐ کا ارشاد گرامی ہے:

تمہارے پروردگار نے آج کے دن تم پر کرم کیا ہے تمہارے نیکو کاروں کو معاف کیا اور جو نیک کام کرنے والے تھے انہوں نے برے اعمال کرنے والوں کی شفاعت کی پس انہوں نے تمہارے لئے آنسو بہائے در حالانکہ خود بخشے ہوئے تھے۔ ثمالی نے اس میں کچھ اضافہ کے ساتھ روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسالت مآبؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عادل ہے قوی سے ضعیف کا حق لے لیتا ہے۔

پس جب شب جمعہ ہوتی آپؐ ساری رات مناجات کرتے اور گنہگاروں کی مغفرت کا سوال کرتے پھر جب جمعہ کیلئے کھڑے ہوتے تو آپ نے بلال سے فرمایا: ''لوگوں سے کہدو کہ ہمہ تن گوش ہو جائیں'' جب لوگ ہمہ تن گوش ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا: آج کے دن تمہارے پروردگار نے تم پر کرم فرمایا ہے تمہارے نیکو کاروں کو معاف کیا اور جو نیک کام کرنے والے تھے انہوں نے تمہارے گناہگاروں کی شفاعت کی اور انہوں نے تمہارے لئے آنسو بہائے در حالانکہ خود بخشے ہوئے تھے اور جن کے پاس رضا و خداوندی ہے انہوں نے گناہگاروں کی ضمانت لے لی۔

(۲۰) عن الإمام أمير المؤمنين علي عليه السلام فی ذكر

فضل القرآن : ﴿انه ما توجّه العباد الیٰ اللّٰه تعالیٰ بمثله ، واعلموا انه شافع مشفع و قائل مصدق، و انه من شفع له القرآن یوم القیامة شفع فیه﴾۔(۱)

امیر المومنین علیؑ نے فضائل قرآن کے سلسلے میں فرمایا:

قرآن جیسی چیز سے بندوں نے اللہ کی طرف توجہ نہیں کی ۔ یہ جان لو کہ قرآن شفاعت کرنے والا ہے ۔روز محشر اسکی شفاعت قبول ہے وہ سچی باتیں کہنے والا ہے ۔قرآن جس کی شفاعت کرے گا اس کے بارے میں قرآن کی شفاعت قبول کرلی جائے گی ۔

یہ اور دیگر بہت ساری احادیث ہیں جو شفاعت پر دلالت کرتی ہیں لہذا اب شک وگمان کا کوئی امکان نہیں رہتا۔مسئلہ شفاعت اس وقت مسلمانوں کے ساتھ یوں پروان چڑ ھا ہے کہ ان کی ثقافت وعقیدت کا ایک اٹوٹ حصہ بن چکا ہے۔

رسول اکرمؐ اور آئمہ اہلبیتؑ رسولؐ نے اس پر ایمان کی تاکید فرمائی ہے اس سلسلے میں تاریخی شواہد موجود ہیں کہ عصر پیغمبرؐ میں مسلمانوں کے لئے

---

(۱) نہج البلاغۃ خطبہ ۱۷۶۔

روز محشر طلب شفاعت کی گئی ہے انس بن مالک نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ۔ میں نے رسول اکرمؐ سے سوال کیا کہ کیا روز محشر میری شفاعت کریں گے تو آپ نے فرمایا (ہاں کروں گا) راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہؐ میں آپ کو کہاں تلاش کر تا رہوں گا--- ؟ تو آپ نے فرمایا (سب سے پہلے پل صراط پر طلب کرنا)۔(۱)۔

متن الواسطیہ میں ہے کہ (سب سے پہلے در جنت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھولا جائے گا اور امتوں میں سب سے پہلے امت محمد صلی اللہ علی وآلہ وسلم جنت میں داخل ہو گی۔ اور روز محشر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکرم کیلئے تین شفاعتیں ہیں--- پہلی شفاعت محشر میں کھڑے ہونے والے افراد کی شفاعت کریں گے یہاں تک کہ فیصلہ سنا دیا جائے۔ جبکہ ان کی شفاعت کرنے سے دوسرے انبیاء مانند نوح و ابراھیم موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام شفاعت سے رخ موڑ چکے ہوں گے۔

دوسری شفاعت اہل بہشت کیلئے ہو گی تاکہ داخل بہشت ہو سکیں اور یہ دونوں شفاعتیں آپ سے مخصوص ہیں مگر تیسری شفاعت جو لوگ مستحق جہنم ہیں ان کی شفاعت ہو گی اور یہ شفاعت رسول اور تمام انبیاء و صدیقین

(۱) سنن ترمذی ج ۴ ص ۶۲۱) کتاب حفۃ القیامۃ باب ۹

کیلئے ہے۔

یہ سب شفاعت کریں گے تا کہ مستحق جہنم ، جہنم میں نہ جا سکے۔ اور اس بات کی شفاعت کریں گے کہ اگر کوئی داخل جہنم ہو گیا ہے تو اس کو باہر لے آئیں۔(۱)

حلبی کی سیرۃ النبویہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ابوبکر گئے اور چہرۂ اقدس سے گوشہ چادر ہٹایا اور آپ پر جھکنے کے بعد کہا : میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ حیات و ممات دونوں میں پاک و پاکیزہ ہیں اے محمدؐ اپنے رب کے پاس ہمیں یاد رکھنا ذکر کرنا اور ہم آپ کے ذہن میں رہیں۔

☆☆☆☆☆

(۱) متن العقدۃ الواسطیہ۔ ابن تیمیہ ص ۵۸-۵۹ چاپ مکتبۃ السوادی۔ سعودی عرب

دوسری فصل

شفاعت کے بارے میں علماء کے

اقوال

شفاعت علماء مسلمین کی نظر میں

تقریبا تمام علماء اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ شفاعت ثابت ہے اور مومنین کے شامل حال ہوگی لیکن بعض افراد نے اس کے مفہوم کی وسعت وتنگی میں بحث کی ہے۔جس بات پر اکثر مذاہب اسلامیہ کے علماء وعمائدین کا اتفاق واجماع ہے وہ یہ ہے کہ شفاعت نقصان اور عذاب سے بچنے کے سلسلے میں مفید ہوگی۔

اول: مفہوم شفاعت کے بارے میں علماء کی آراء و اقوال:

۱) شیخ مفید بن نعمان العسکری (متولد ۴۱۳ھ) نے فرمایا:

فرقئہ امامیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اکرمؐ روز محشر امت کے گناہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے ۔ اور امیر المومنین علیہ السلام بھی

شفاعت فرمائیں گے۔ اور خداوند تعالیٰ ان حضرات کی شفاعت کے باعث خطا کاروں کی ایک کثیر تعداد کو بخش دے گا۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

ایک نیک اور صالح مومن اپنے گنہگار مومن بھائی کی شفاعت کریگا اور اس کی شفاعت مومن بھائی کو نفع دے گی اور خدا اسکی شفاعت کو قبول کریگا۔ اس بات پر فرقہ امامیہ کا اجماع ہے مگر چند افراد نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ (۱)

شیخ محمد بن الحسن طوسی (متولد ۴۶۰ھ) نے اپنی تفسیر التبیان میں کچھ یوں اظہار نظر فرمایا ہے:

ہمارے (شیعوں کے) نزدیک حقیقت شفاعت یہ ہے کہ شفاعت ضرر کو دور کرنے کیلئے ہوتی ہے نہ کہ منفعت کو زیادہ کرنے کیلئے۔ اور ہمارے (شیعوں) کے نزدیک پیغمبرؐ اسلام مومنین کی شفاعت فرمائیں گے اور خدا ان کی شفاعت کو قبول بھی کریگا اور جو اہل حق میں سے مستحق عذاب ہیں ان سے عذاب کو ساقط کردیگا اسلئے کہ پیغمبرؐ سے روایت ہے میں نے اپنی شفاعت کو اپنی امت کے گنہگاروں

---

(۱) اوائل المقالات فی الذاھب والمختارات، للشیخ المفید: ۲۹ تحقیق مھدی محقق

کے لئے ذخیرہ کر رکھا ہے۔(۱)

پس شفاعت ہمارے (فرقہ امامیہ) کے نزدیک نبی کریم صلحاء ان کے اصحاب، آئمہ اہل بیتؑ اور بہت سارے صالح مومنین کے لئے ثابت ہے۔

علامہ محقق الفضل بن الحسن طبرسی (متولد ۵۴۸ ھ) فرماتے ہیں:

...... یہ (شفاعت) ہمارے (فرقہ امامیہ) کے نزدیک ثابت ہے کہ نبی اکرمؐ اوران کے منتخب اصحاب، آئمہ اہل بیت طاہرین، مومنین وصالحین شفاعت کریں گے اور خدا ان حضرات کی شفاعت کے باعث بہت سارے گنہگاروں کو بخش دیگا۔(مجمع البیان شیخ طوسی ص ۱۰۳)

علامہ الشیخ محمد باقر مجلسی (متولد ۱۱۰۰ ھ) فرماتے ہیں:

شفاعت اسکے بارے میں مسلمین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ یہ ضروریات دین میں سے ہے اور رسول اکرمؐ روز قیامت اپنی امت بلکہ

(۱) التبیان للشیخ طوسی ص ۲۱۳-۲۱۴

دوسری امتوں کی بھی شفاعت کریں گے۔ہاں اختلاف نظر شفاعت کے معنی اور اسکے آثار کے سلسلے میں ہے اور وہ یہ ہیکہ کیا شفاعت کے معنی ثواب میں اضافہ کرنا ہے یا گنہگاروں سے عذاب کو ساقط کرنا ہے؟

شیعہ فرقہ اس بات کا معتقد ہے کہ شفاعت عذاب کے ختم کرنے کا فائدہ دیتی ہے ہر چند اس کے گناہ گناہان کبیرہ میں سے ہی کیوں نہ ہوں اور صرف نبی کریم اوران کے بعد آئمہ اطہار ہی سے مخصوص نہیں ہے بلکہ مومنین صالحین بھی اذن خدا کے بعد شفاعت کریں گے۔(۱)

گذشتہ کلمات شفاعت کے معنی و حدود کے سلسلے میں شیعہ علماء کے اقوال و آراء سے کچھ نمونے تھے۔

دیگر اسلامی مذاہب کے علماء نے بھی شفاعت کا اقرار کیا ہے اوراس پر ایمان رکھتے ہیں۔ہم ان کے اقوال وآراء سے کچھ نمونے پیش کرتے ہیں۔

ماتریدی سمرقندی (متولد ۳۳۳ھ)

---

(۱)بحار الانوار-محمد باقر مجلسی ج ۸ ص ۲۹-۶۳

وَلَا یُقبَلُ مِنهَا شَفَاعَةٌ (۱) اور

وَلَا یَشفَعُونَ اِلَّا لِمَنِ ارتَضٰی (۲) کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(پہلی آیت اگر چہ شفاعت کی نفی کرتی ہے لیکن اسلام میں ایک شفاعت ثابت ہے جس کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور اس کا مقصد سورہ انبیاء کی آیت ۲۸ ہے۔ (۳)۔

ابو حفص تقی (متولد ۵۳۸ھ)

اپنی عقائد کی معروف کتاب (العقائد النسفیۃ) میں کہتے ہیں:

اخبار مستفیضہ سے یہ بات ثابت ہے کہ شفاعت مرسلین ومخیّر افراد کے لئے ثابت ہے ان کیلئے کہ جو مرتکب کبیرہ ہیں۔ (۴)

ناصر الدین احمد بن محمد بن المنیر الاسکندری المالکی:

الانتصاف میں کہتے ہیں جس شخص نے شفاعت سے انکار کیا وہ اسی لائق

(۱) بقرہ ۴۸ (۲) انبیاء ۲۸۔ (۳) تاویلات اہل سنت ابی منصور الماتریدی سمرقندی

(۴) العقائد النسفیہ۔ ابی حفص تقی ۱۴۸۔

ہے کہ اس کو شفاعت نصیب نہ ہو۔ اور جو لوگ اس (شفاعت) پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں وہ اہل سنت والجماعۃ ہیں اور وہ لوگ خدا کی رحمت سے امید رکھتے ہیں اور اس بات کے معتقد ہیں کہ گناہگار مومنین کو شفاعت نصیب ہوگی اور شفاعت انہیں لوگوں کیلئے ذخیرہ کی گئی ہے۔(۱)

قاضی عیاض بن موسیٰ (متولد ۵۴۴ھ) کہتے ہیں :

مذہب اہل سنت یہ ہے کہ شفاعت عقلی طور پر جواز اور صریح آیات و خبر صادق کی بنیاد پر سمعاً ثابت ہے اور شفاعت کے صحیح ہونے پر روایات تواتر کی حد تک موجود ہیں کہ آخرت میں مومنین میں سے گنہگارون کو شفاعت نصیب ہوگی اہل سنت کے گذشتہ اور ان کے بعد کے صالحین کا اس پر اجماع ہے۔

علماء اسلام کی کثیر تعداد نے حقیقت و وجود شفاعت کے برحق ہونے کا اعتراف کیا ہے اور اس چھوٹے سے کتابچے میں تنگی دامن قرطاس کے باعث

---

(۱) الانتصاف فیما تضمنه الکشاف من الاعتزال ، للامام ناصر الدین الاسکندری المالکی المطبوع بهامش الکشاف ۱ : ۲۱۴

ہم سبھی کے اقوال وآراء نقل کرنے سے قاصر ہیں۔

گذشتہ گفتگو سے نص صریح قرآن کریم کی بنا پر اور ان متواتر احادیث شریفہ جو کہ رسول اکرم اور اہل بیت رسول اکرمؐ سے منقول ہیں یہ واضح ہو گیا ہے کہ شفاعت ان قضایا میں سے ہے جس کو اکثر مذاہب اسلامیہ نے قبول کیا ہے۔ مگر یہ کہ شفاعت کے معنی میں اختلاف کرنے والے افراد موجود ہیں۔

معتزلہ نے اس سے انکار کیا ہے اور اس پر بحث و تمحیص کی ہے اس طرح ان علماء اعلام میں ایک ابو الحسن خیاط ہے جس نے اس آیت ﴿أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ....﴾ (۱)

ترجمہ کیا جس شخص پر کلمہ عذاب ثابت ہو جائے اور کیا جو شخص جہنم میں چلا ہی جائے آپ اسے نکال سکتے ہیں۔ کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ آیت اس بات پر صریح دلالت کرتی ہے کہ جو شخص مستحق عذاب ہے رسول اکرمؐ کیلئے ممکن نہیں ہے کہ اس کو جہنم سے نکال سکیں اس کے جواب میں شیخ مفید فرماتے ہیں ''جو لوگ شفاعت کے قائل ہیں وہ اس بات کا ادعا نہیں کرتے

---

(۱) زمر ۱۹۔

کہ رسول مستحق عذاب کو جہنم سے نکال لائیں گے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ خدا وند تعالیٰ انبیاء و صلحین اور اہل بیت کے اکرام و احترام میں گنہگاروں کو جہنم سے نکال دے گا ایک طرف یہ ہے دوسری طرف سے یہ ہے کہ مفسرین نے اس کی تفسیریوں کی ہے کہ جن کیلئے کلمۂ عذاب ثابت ہے ان سے مراد کفار ہیں اور نبی کریم کفار کی شفاعت نہیں کریں گے۔(۱)

لہذا گذشتہ آیت سے شفاعت کے انکار پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

دوم : اعتراضات اور ان کے جوابات

قرآن کریم میں ایک ثابت مفہوم کی طرح شفاعت کے واضح ہونے کے باوجود مسلمانوں کے نزدیک کلامی مسائل کے مختلف ادوار طے کرنے کی وجہ سے مسئلہ شفاعت کے سلسلے مین متعدد جہات سے جدل و مناظرہ اٹھ کھڑا ہوا ہے۔اس وجہ سے اس کے اوپر بہت سے اعتراضات وارد ہوئے ہیں اور یہ اعتراضات عام طور سے ان مسلمہ عقائد کے پیچ سے پیدا ہوتے ہیں جن کا

(۱)الشیعة بین الاشاعرة والمعتزله هاشم معروف حسنی ۲۱۲-۲۱۳الفصول المختاره کے حوالے سے۔

عقیدہ اسلامی فرقوں میں سے ہر وہ فرقہ رکھتا ہے جس نے اس مفہوم میں نزاع کیا ہے۔ ہم اہمترین اعتراضات پیش کرتے ہیں۔ پھر اس کے بارے میں بحث کریں گے اور ان کے بطلان و فساد کو بیان کریں گے۔

پہلا اعتراض :

ایک گناہ جس کا مرتک ایک مومن بھی ہوا ہے بعینہ اس کا مرتکب کافر بھی ہوا ہے اور خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں کے اعمال کی جزا کے طور پر ثواب و عقاب کا طریقہ کار بنایا ہے۔ اب گناہ گار مومنوں سے شفاعت کے ذریعہ عذاب اٹھالینا اور گناہگار کافروں کو اسی (شفاعت) سے محروم رکھ کر عذاب دینا یہ خلاف عدل ہے (خدا اس سے کہیں بلند و برتر ہے) ہم اس اعتراض کو یہ نام دے سکتے ہیں گویا(ایک گناہ دو مختلف جزائیں)۔

پہلا جواب :

پہلے یہ بات واضح کر دینا ضروری ہے کہ کیا گناہ مومن گناہ کافر کے برابر ہے ؟

اور کیا خدا کا گناہگار مومنوں کی نسبت شفاعت کرنے والوں کی شفاعت

قبول کرنا اور کافروں کو شفاعت سے محروم رکھنا یہ ایک جرم اور دو حکم ہے یا نہیں ؟

بیشک جرم جیسا بھی اور مجرم کوئی بھی ہو مذمت و عقاب کا مستحق ہے جسطرح سے اطاعت کسی کی ہو اطاعت کرنے والا کوئی ہو وہ مدح ثواب کا حق دار ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو مطیع وعاصی کے درمیان کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔

مگر خدا نے (اور ہماری اس وقت بحث گناہ کے بارے میں ہے) گناہ گار مومن یا کافر میں فرق کیا ہے ؟ گناہگار مومنین کیلئے شفاعت کو قرار دیا جیسا کہ ان کیلئے باب توبہ کھول رکھا ہے۔

لیکن گناہگار کافروں کیلئے شفاعت کا نصیب ہونا یا انکی توبہ کا قبول ہونا اصل ایمان بر خدا پر موقوف ہے جیسا کہ دوسری نیکیوں کا انحصار ایمان باللہ پر ہے اور یہ کفار جب تک ایمان نہیں لائیں گے۔ شفاعت و توبہ سے بہر مند نہیں ہو سکتے۔

یہ حقیقت ہے کہ (جھوٹ) مومن بولے یا کافر، ایک ہی ہے لیکن حکم کے لحاظ سے دونوں میں فرق ہے اور اس اختلاف پر وہ دلائل پیش کرتے ہیں خود اس مولیٰ کی طرف سے آئے ہیں جس نے جھوٹ کو اس شخص کے لئے گناہ

قرار دیا ہے اور وہی ادلہ مومن اور کافر کے درمیان فرق کرتی ہے۔

یہ اعتراض اس لئے وجود میں آیا ہے کیونکہ از حیث گناہ ایک ہے لیکن ہم نے یہ بات ذکر کی ہے کہ صاحب گناہ کے جدا ہونے سے حکم گناہ بدل جاتا ہے اس بناء پر حکم میں اختلاف خود مولیٰ (پروردگار شارع مقدس) کی جانب سے قرار دیا گیا ہے۔

قرآن کریم کی آیات شریفہ میں روز محشر لوگوں کی مختلف قسمیں بیان کی گئی ہیں ایک گروہ مومنین کا اور دوسرا کافرین کا ہوگا۔ کفار وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اللہ پر تو ایمان لائے اور اسکی عبادت میں کسی کو شریک کیا اور قرآن کریم سی نص صریح کے ذریعے ایسے لوگوں کو شفاعت نصیب نہیں ہوگی :

﴿......أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ شُفَعَاءَ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ۔﴾ (۱)

ترجمہ : کیا ان لوگون نے خدا کے علاوہ کوئی اور سفارش کرنے والے اختیار کر لئے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ ایسا کیوں ہے چاہے یہ لوگ اختیار نہ

(۱) زمر ۴۳۔

رکھتے ہوں اور کسی طرح کی بھی عقل نہ رکھتے ہوں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿......وَالَّذِینَ کَفَرُوا اَولِیَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ یُخرِجُونَهُم مِنَ النُّورِ اِلیٰ الظُّلُمَاتِ اُولٰئِكَ اَصحَابُ النَّارِ هُم فِیهَا خَالِدُونَ۔﴾ (۱)

اور کفار کے ولی طاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں میں لے جاتے ہیں۔ یہی لوگ جہنمی ہیں اور وہاں پر ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

یہ بات واضح اور اظہر من الشمس ہے کہ جہنم میں خلود (ہمیشگی) مفہوم شفاعت کے منافی ہے۔ جیسا کہ دیگر آیتیں اسی بات پر تاکید کرتی ہیں۔

خدا نے مومنین و کافرین کیلئے جو جزا و سزا مقرر کی ہے یہ اس کے اصول و خصوصیات میں سے ہے مومنین سے ثواب کا وعدہ اور کفار و مسکین کو عقاب کی دھمکی یہ ایک ایسا امر مسلم ہے جس سے حکم الٰہی الگ نہیں ہو سکتا ہے۔ پورے قرآن کریم میں ایک بھی ایسی آیت نہیں ہے کہ جو اس بات پر دلالت کرے کہ کافروں کے لئے شفاعت کا امکان ہے۔ (نہیں) بلکہ وہ لوگ تو ہمیشہ ہمیشہ جہنم

(۱) سورۂ بقرہ ۲۵۷

میں رہیں گے!

لہذا کافروں کا روز قیامت شفاعت سے محروم رہنا یہ حکم الہی کی مخالفت نہیں ہے بلکہ اس کی طرف سے دی گئی دھمکی کو پورا کرنا ہے جو کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے انبیا و مرسلین سے ان تک پہنچائی تھی۔

لیکن مومنین کے لئے باب توبہ کھلا ہوا ہے اگر وہ گناہ کا مرتکب ہو جائے اور پھر اس گناہ سے توبہ کر لے تو اس کی توبہ اس کے فعل پر ندامت کا اظہار کرنے اور آئندہ اسے انجام نہ دینے کی صورت میں صحیح ہوگی۔ اس لئے کہ ارتکاب جرم پر ندامت کا تقاضا اس سے دائمی چھٹکارا پانے کا فیصلہ ہے ورنہ اس کا دوبارہ مرتکب ہونا گناہ پر اصرار کرنا ہے۔ اب اگر گنہگار مر جاتا ہے تو اس بات کا امکان ہے کہ خدا اس کو شفاعت کے ذریعہ معاف کر دے جیسا کہ اس نے مومنین سے اس کا وعدہ کیا ہے۔

اس بناء پر گنہگار مومنین کے سلسلے میں کی گئی شفاعت کا قبول ہونا اور کافروں کے لئے (شفاعت کا قبول نہ ہونا وعدۂ الہی کو پورا کرنا ہے جو کہ اس نے اپنے انبیاء و مرسلین کے ذریعہ سے کیا ہے۔

اب یہاں دونوں وعدوں کے نمونے جو قرآن کریم میں پیش کئے گئے ہیں

پیش کررہے ہیں......

قال اللہ تعالیٰ :

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مَاتُوا وَ هُم كُفَّار أُولَئِكَ عَلَيهِم لَعنَةُ اللَّهِ وَ الْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجمَعِينَ۔خَالِدِينَ فِيهَا لاَ يُخَفَّفُ عَنهُمُ العَذَابُ وَلاَ هُمْ يُنظَرُونَ﴾۔(١)

ترجمہ : جولوگ کافر ہوگئے اور اسی حالت میں مر گئے ان پر اللہ ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے کہ نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔

و قال عز شانه:

﴿...وَ مَنْ يَرْتَدِدْ مِنكُم عَنْ دِينِه فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فأولِئكَ حَبِطَتْ أعمَالُهُم فِى الْدنيَا وَالآخِرَةِ وَ أُولئِكَ أَصحَابُ النَّارِ هُم فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (٢)

اور جو بھی اپنے دین سے پلٹ جائے گا اور کفر کی حالت میں مر جائے گا اس کے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور وہ جہنمی ہوگا اور ہمیشہ وہ وہیں رہے

(١)بقرہ١٦١۔١٦٢ (٢)س بقرہ ٢١٧

گا۔

یہ دو آیتیں صاف صاف اس کے حقیقت وعدہ الٰہی پر روشنی ڈال رہی ہیں کہ جو شخص کفر کی حالت میں مرے وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جہنم میں ہمیشگی مفہوم شفاعت کے بالکل منافی ہے۔

خداوند تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّمَا التَّوبَةُ عَلَىٰ اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَئِكَ يَتُوبُ اللّهُ عَلَيهِم۔﴾ (۱)

ترجمہ: توبہ خدا کے ذمہ صرف ان لوگوں کیلئے ہے جو جہالت کی بنا پر برائی کرتے ہیں اور پھر فوراً توبہ کر لیتے ہیں کہ خدا ان کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

قال الله تعالیٰ:

﴿فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعدِ ظُلمِهِ وَأَصلَحَ فَإِنَّ اللّهَ يَتُوبُ عَلَيهِ إِنَّ اللّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾۔ (۲)

ترجمہ: یعنی ظلم کے بعد جو شخص توبہ کرے اور اپنی اصلاح کر لے تو خدا

---

(۱) سورئہ نساء ۱۷۔ (۲) سورئہ مائدہ ۳۹

اسکی توبہ قبول کرے گا کہ اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

دیگر بہت ساری آیات کریمہ جن میں توبہ کا تذکرہ کیا گیا ہے ان شواہد کے پیش کرنے کے بعد پہلے اعتراض کا جواب دے سکتے ہیں۔ حکم میں دوئی نہیں ہے بلکہ خود ارتکاب جرم میں دوئی پائی جاتی ہے۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ گناہ (جرم) میں وحدت نہیں ہے۔ خود شارع مقدس (پروردگار) نے اس کو مقرر کیا ہے اور روز اول سے ہی مومن اور کافر کی جانب سے ہونے والے جرم میں فرق قرار دیا ہے اور اسی کی خبر دی ہے لہذا اس حکم کے تحت کفار روز محشر شفاعت سے محروم ہوں گے۔ اور مومنین کو نصیب ہو گی۔

جیسا کہ جب گناہ کے بعد توبہ کرے تو ان کی توبہ قبول کرلی جائیگی پس آخرت میں دونوں کی جزاء اس کے مطابق ہو گی جو خدا مقرر کر رکھی ہے اور لوگوں کو انبیاء واوصیاء کے ذریعہ باخبر بھی کر دیا ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی حدیث ہے کہ مشرکین کو آپکی شفاعت نصیب نہیں ہو گی یہ (شفاعت) صرف غیر مشرکین سے مخصوص ہے ابوذر نے روایت کی ہے کہ ایک رات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوران نماز اس آیت کی تلاوت کرتے جاتے تھے اور رکوع وسجدہ انجام دیتے جاتے تھے یہاں تک کہ سپیدئی صحر نمودار ہو گئی۔

﴿إن تعذّبهُم فَإنَّهُم عِبَادُكَ وَ إنْ تغفِر لَهُم فأنَّكَ أنتَ العَزِيزُ الحَكِيم۔﴾ (١)

ترجمہ : اگر تو ان پر عذاب کرے گا تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر معاف کردے گا تو تو صاحب عزت بھی ہے اور صاحب حکمت بھی۔

جب صبح ہوئی تو میں نے سوال کیا یا رسول اللہؐ صبح تک رکوع و سجود میں صرف اس آیت کی تلاوت کیوں فرماتے رہے ہیں تو آپ نے فرمایا :

"میں اپنے پروردگار سے اپنی امت کے بارے میں شفاعت طلب کر رہا تھا اس نے ہم کو عطا کی اور انشاء اللہ یہ (شفاعت) ان لوگوں کو نصیب ہو گی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریگا"۔(٢)

دوسری جگہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے، آپ نے فرمایا :

"میری شفاعت اس شخص کیلئے ہے جو لا الہ الا اللہ کی گواہی خلوص کے ساتھ دے اور اسکا قلب اسکی زبان کی تصدیق کرے اور اسکی زبان اسکے قلب کی تصدیق کرے"۔(٣)

---

(١) مائدہ ١١٨۔ (٢) مسند احمد ج ٥ ص ١٤٩ (٣) مسند احمد ج ٢ ص ٣٠٧ و ٥١٨۔

دوسرا اعتراض :

روز قیامت گنہگاروں سے عذاب کا اٹھنا" جبکہ خداوند تعالی نے اس (عذاب) کو روز قیامت معین کر دیا ہے۔" تو (رفع عقاب) یا تو عدل ہے یا ظلم۔ اگر رفع عقاب عدل ہے تو پھر حکم عقاب ظلم ہے (خداوند تعالیٰ اس سے بزرگ وبالا ہے)۔ اگر رفع عقاب ظلم ہے تو انبیاء و مرسلین صالحین کا مطالبہ شفاعت طلب ظلم ہے اور یہ جہل ہے اور کسی بھی صورت میں اس کی نسبت انبیاء مرسلین کی طرف دینا صحیح نہیں ہے کیونکہ مرسلین وہ افراد ہیں جن کو خدا نے خطا اور لغزش سے معصوم قرار دیا ہے۔

دوسرے اعتراض کا جواب :

اس اعتراض کا منشأ ان دونوں باتوں کے درمیان اختلاف کا پایا جانا کہ اگر بخشش عدل ہے تو گناہ پر سزا دینا ظلم ہے جبکہ ——— خدا نے دنیا ہی میں انجام فعل کا نتیجہ بتا دیا ہے تو انبیاء و مرسلین و صالحین کا طلب شفاعت گویا طلب ظلم ہے یہ بات بالکل بعید از عقل ہے ہم اس سے قبل ذکر کر چکے ہیں کہ مومن کا مرتکب گناہ ہونا سزا و عقاب کیلئے علۃ تامہ نہیں ہے بلکہ مقتضی عقاب ہے۔ اگر وہ توبہ شفاعت جیسے موانع جو کہ مولا کی جانب عقاب کے

رفع کے لئے مقرر کئے گئے کسی ایک کا حصول ہو جائے تو عقاب اٹھ جائیگا ورنہ گناہ کے اثرات مترتب ہوں گے۔

پیغمبرؐ سے روایت ہے کہ جب میں مقام محمود پر کھڑا ہوں گا تو اپنی امت کے گنہگاروں کیلیئے شفاعت کروں گا اور اللہ ان کے لئے میری شفاعت کو قبول کرے گا خدا قسم جن لوگوں نے میری ذریت کو اذیت دی ہے ان کی شفاعت نہیں کروں گا۔(۱)

لہذا اگناہگار بندۂ مومن کو سزا دینا عین عدل ہے جیسے ایک مرد مومن کو اس کی نیکیوں کے بدلے ثواب دینا عین عدل ہے۔

اگر گناہگار کے فعل پر عذاب نہ دیا جاتا تو اطاعت گذار اور گناہگار کے درمیان کوئی فرق نہ رہ جاتاہاں یہ اور بات ہے کہ کبھی یہ استحقاق (عذاب بر فعل حرام) مقام اجراو فعلیت تک نہیں پہنچتا تاکہ عذاب متحقق ہو سکے کیونکہ شفاعت اور توبہ عذاب کے راستے میں حائل ہو جاتے ہیں۔

تو اب یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ قانون عدل الہی اور قانون شفاعت میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

---

(۱) امالی صدوق ۷ ۱۷

کلام کالبّ لباب یہ ہیکہ شفاعت یعنی (فضل ورحمت پروردگار) جس کو خدا نے صرف اپنے نیک بندوں کیلئے قرار دیا ہے اور اسکے ذریعہ مومن وکافر میں فرق پیدا ہوتا ہے۔ گویا وہ (شفاعت) رحمت پروردگار ہے۔ اور (رحمت) و (عدل) میں کونسا تضاد ہے؟

اللہ کا اپنے بعض بندوں کے حق میں شفاعت قبول کر لینے کا وعدہ انہیں افراد سے مخصوص ہے جن کے عام شرائط اللہ نے بیان کئے ہیں اور وہ اللہ پر ایمان، اسکی کتابوں اور اسکے انبیاء پر ایمان رکھنا ہے۔

ایک گناہگار مومن سے عذاب اٹھانا خدا کے فضل وکرم کی ایک قسم ہے جس کو اس نے اپنے مومن بندوں کیلئے مخصوص کر رکھا ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ کو اختیار دیا گیا ہے کہ میں دو میں سے ایک چیز کو چن لوں شفاعت اور نصف امت کا جنت میں داخل ہونا تو میں نے شفاعت کو اختیار کیا ہے اسلیئے کہ شفاعت عام ہے اور کفایت کرنے والی ہے (پھر رسول نے اصحاب سے کہا) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ شفاعت متقین کیلئے ہوگی، ایسا نہیں ہے بلکہ شفاعت گنہگاروں اور خطا کاروں کیلئے ہے۔ (۱)

---

(۱) سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۴۴۱_۴۳۱۱/ ومسند احمد ج ٦ ص ۲۳، ۲۴، ۲۸

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

پیغمبرؐ نے ایک یہودی کے جواب میں فرمایا جس نے آپ سے بہت سارے سوالات کئے تھے (آپ نے دوران جواب فرمایا) میری شفاعت گناہ گاروں کیلئے ہے بشرطیکہ گناہ گار ظالم و مشرک نہ ہوں۔ (الخصال صدوص ۳۵۵)

بہر حال مشرکین و کافرین پر عذاب کے نازل ہونے کے سلسلے میں وعید الٰہی گذر چکی ہے انبیاء و اولیاء اور وہ لوگ جن کے لئے خدا نے شفاعت کو پسند فرمایا ہے یہ لوگ کفار و مشرکین اور وہ لوگ جن کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، ان کی کبھی شفاعت نہیں کریں گے اس جواب سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہم اس وقت لوگوں کے دو گروہ کے سامنے کھڑے ہیں، ایک وہ جو ایمان لے آیا لیکن گناہگار ہے اور ایک جس نے کفر اختیار کیا اور مشرک بھی ہے یہاں تک یہ واضح ہو گیا کہ یہ فرض کرنا کہ جزاء دونوں گروہوں کو ایک ہی ماہیت کے ساتھ شامل ہونا۔ یہ فرض صحیح نہیں ہے۔

ہاں آپ کا اعتراض اس صورت میں صحیح ہوتا جب ایک گروہ کو عذاب دیا جاتا اور دوسرے کو معاف کر دیا جاتا اور دونوں ہی گروہ تمام اوصاف میں ایک ہوتے اور کوئی بھی امتیازی پہلو نہ پایا جاتا۔

یہ ایک طرف سے اور دوسری طرف یہ کہ (شفاعت اور عذاب کا بر طرف ہونا تعدد اسباب کا نتیجہ ہے جیسے رحمت، مغفرت حکم قضا، ہر حقدار کو حق دینا فیصلے میں تفصیل و تفریق یہ نہ تو سنت الٰہی میں اختلاف کا باعث ہے اور نہ ہی راہ مستقیم سے گمراہی کا سبب ہے۔)

تیسرا اعتراض :

لوگوں کے نزدیک جو شفاعت مشہور ہے وہ یہ کہ مشفوع کو کسی چیز کے انجام دینے یا ترک کرنے کی طرف دعوت دے جس چیز کو اس نے اس گنہگار مشفوع لہ کے لئے ثابت کر دیا ہے اور اس امر کا حصول صرف دو صورتوں میں ممکن ہے۔

جس سے شفاعت کی جارہی ہے شفاعت قبول کرنے کی نسبت علم جدید حاصل ہو جائے جو مشفوع لہ کی قبولیت کا باعث بنے۔

یا شفاعت قبول کرنے والا شفاعت کرنے والے کے مقام و منزلت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنا حکم جاری کرنے سے منصرف ہو جائے اگر خود وہ حکم حق و عدل اور انصاف کی بنیاد پر ہی کیوں نہ ہو اور ایسے مفروضوں کو اللہ کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اللہ اس سے بالا و برتر ہے۔

تیسرے عتراض کا جواب :

یہ مفروضہ سرے سے باطل ہے اس لئے کہ جس فعل کو اللہ نے مقرر کیا ہے یعنی عقاب ایسا اثر نہیں ہے جو گناہ سے جدا نہ ہو سکتا ہو اس لئے کہ پہلے بتا چکے ہیں کہ گناہ مقتضی عقاب ہے لہذا شفاعت جس کا پہلے سے وعدہ کیا جا چکا ہے اور قرآن مجید نے اس کی صورت و حدود کو بھی بیان کیا ہے۔

اس شفاعت کے صفات بھی بیان کر دئے ہیں لہذا شفاعت کے قبول کرنے کو اللہ کے اس مقرر کردہ فعل سے منصرف ہونے کی مثل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ اس وعدے کو وفا کرنا ہے جو اللہ نے اپنے بندوں سے کیا ہے لہذا علم جدید کے حاصل ہونے کا کوئی معنی نہیں ہے کیونکہ اس کا علم اللہ کو پہلے ہی سے تھا اور اسی گنہگار مومنین کیلئے اس راستے اور دروازے کو روشن اور واضح قرار دیا تھا جس کی پناہ لیکر مومنین رضوان الہی تک پہنچیں گے۔

ایک طرف سے یہ اور دوسری طرف سے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں اس کے بندوں کے دنیا و آخرت کے حالات موجود ہیں اور علم الہی کے وسیع و عالم ہونے اور شفاعت قبول کرنے سے اس کے لئے علم جدید کا حصول صادق نہیں آتا اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس قول سے بھی واضح ہے :

﴿......يَمحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَ يُثبِتُ وَعِندَهُ أُمُّ الْكِتَابِ﴾(۱)

ترجمہ : اللہ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے یا بر قرار رکھتا ہے کہ اصل کتاب اسی کے پاس ہے۔

علامہ طباطبائی فرماتے ہیں علم وارادہ الٰہی میں تغییر کا پیدا ہونا جو کہ اللہ کیلئے محال ہے یہ علم کا معلوم پر اور ارادے کا مراد پر منطبق ہونا جبکہ معلوم اور مراد اپنی حالت پر باقی ہوں" باطل ہے اور یہ خطاو مسخ ارادہ ہے۔ بالکل ویسے ہی ہے جیسے آپ دور سے کوئی سایہ دیکھیں اور حکم لگائیں ۔۔ کہ انسان ہے پھر یہ روشن ہو کہ یہ گھوڑا تھا تو آپ کا علم تبدیل ہو گیا۔ یا آپ کسی مصلحت کی بناء پر کوئی کام کرنا چاہتے ہیں اور آپ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ مصلحت اس کے نہ کرنے میں ہے تو آپ کا ارادہ بدل جاتا ہے۔

اور یہ دونوں چیزیں خدا کے بارے میں جائز نہیں ہیں اور شفاعت و عقاب کا اٹھالیا جانا ایسا امر نہیں ہے جو اللہ کیلئے غیر جائز یا محال ہو۔

چوتھا اعتراض :

---

(۱) رعد ۳۹۔

لوگوں کا اس بات سے باخبر ہونا کہ گناہ کرنے والے کی انبیاء و مرسلین و صالحین اس کی شفاعت کردیں گے: تو یہ علم لوگوں کو گناہ پر اکساتا ہے اس امید کی وجہ سے کہ روز محشر شفاعت تو ہو ہی جائے گی۔ اور یہ چیز احکام الہی کے عبث ہونے کا سبب بنے گی جس سے نظام معاشرہ میں خلل پڑے گا لوگوں میں فساد بڑھے گا اور اپنے بندوں کیلئے خدا کے وضع کردہ قانون کی ہتک ہوگی۔

چوتھے اعتراض کا جواب:

اس اعتراض کی شکل اور اس کے کمزور پہلو:

یہ اعتراض اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ معترض نے ان آیات کریمہ کے سلسلے میں جو براہ راست شفاعت کے وجود و قبول پر دلالت کرتی ہیں اور اس کے مانند دوسری آیات جو کہ کافرین کے جہنم میں ہمیشگی کے بارے میں اطلاع دیتی ہیں ان سے تجاہل اور لاعلمی کا مظاہرہ کیا ہے۔ (اور آپ کا اعتراض) اس بات کو ظاہر کررہا ہے کہ آیات شفاعت نے ان لوگوں کی کوئی حدبندی نہیں کی ہے جن کو شفاعت نصیب ہوگی جیسا کہ ان آیات نے ان گناہوں کی بھی تعیین نہیں کی ہے جن کے ارتکاب کے بعد بھی شفاعت کا

امکان ہے اگر ایسا ہے تو کیونکر مطمئن ہو سکتا ہے کہ ان کو شفاعت تو ملے گی ہی؟ وہ کیسے مطمئن ہے کہ اگر ان گناہوں کا ارتکاب ہو بھی گیا تو شفاعت مل سکتی ہے؟

یہیں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایسی صورت میں انسان کا نفس مضطرب و ہراساں رہیگا گناہ و معصیت کے انجام دینے کے سلسلے میں خوف اس پر طاری رہے گا کہ کہیں یہ گناہ وہی نہ ہو جو شفاعت سے روک دے اور شفاعت کو قبول نہ ہونے دے وہ آیات کریمہ جو کافروں کے بارے میں گفتگو کرتی ہیں اور انکے جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے اور مختلف عذاب میں مبتلا ہونے ان کے گناہ بخشے جانے سے متعلق جن میں عمومی طور پر بڑی طویل ان صفات و اعمال کا تذکرہ ہے جن کے ذریعہ لوگوں میں فرق کیا جائیگا اور جس کے ذریعہ وہ جہنم میں داخل ہونگے۔ بطور مثال یہ آیہ کریمہ پیش خدمت ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَ يَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (۱)

ترجمہ: اللہ اس بات کو نہیں معاف کریگا کہ اس کا شریک قرار دیا جائے اور اس کے علاوہ وہ جس کو چاہے بخش سکتا ہے۔

(۱) نساء ۴۸

اس آیت میں روز قیامت مغفرت کا تذکرہ ہے مگر جن لوگوں نے شرک اختیار کیا اور مشرک مرے تو ان کیلئے مغفرت کی کوئی راہ نہیں۔

اس صورت میں شفاعت گناہوں پر اصرار کا سبب کیسے بن جائے گی؟

جبکہ مومن کا کسی گناہ کا مرتکب ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس سے توبہ کرے اور یہ توبہ ان لوگوں کی صفات میں سے ہے جو خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ توبہ ہمیشہ مومن کے نفس کو گناہ میں ملوث ہونے سے روکے رکھتی ہے۔

اگر کبھی شیطان نفس پر غالب آجاتا ہے اور وہ گناہ بھی کر بیٹھتا ہے تو یہ تذکرو یاددہانی کرتی ہے اور توبہ نصوح کی تلقین کرتی ہے اور اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس گناہ پر اصرار نہیں کرے گا۔

ایمان کوئی رنگ نہیں جس کو ہم انسان پر چڑھادیں بلکہ یہ ایک ایسا وصف ہے جو انسان کے وجود داخلی میں تحقق پیدا کرتا ہے اور اپنے رب سے واسطہ پیدا کرتا ہے اور اس بات کا طلبگار رہتا ہے کہ خدا کے عمومی احکام کی پابندی کرے اور اس کے نواہی (موانع) سے پرہیز کرے۔

شاید یہ آیت بھی اس بات کی طرف اشارہ کررہی ہے:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُم ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِم وَ مَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَم يُصِرُّو ا عَلىٰ مَا فَعَلُوا وَ هُم يَعلَمُونَ﴾۔(۱)

ترجمہ: وہ لوگ وہ ہیں کہ جب کوئی نمایاں گناہ کرتے ہیں یا اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہیں اور خدا کے علاو ہ کون گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور وہ اپنے کئے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔

یہ آیت قرآن اس صنف انسان سے متعلق گفتگو کرتی ہے جس میں یہ صفات پائی جائیں یہ افراد کو معین نہیں کرتی جسطرح کہ برے اعمال اور ظلم کی حد بندی نہیں کرتی ہے۔لیکن اس کے بعد اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ارتکاب جرم و فعل حرام کے بعد (مومنین) ذکر خدا کرتے ہیں اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اس ظلم بر نفس و فعل حرام پر اصرار نہیں کرتے۔

خدا ان لوگوں کے گناہوں کو معاف کر دے گا- اگر اسغفار کا وجود نہ ہوتا تو پر وردگار کی طرف سے گناہوں کی معافی کا وعدہ نہ پاتے۔

---

(۱) آل عمران ۱۳۵۔

اسی بات کی طرف یہ حدیث شریف بھی اشارہ کرتی ہے:

علی ابن ابراہیم نے محمد ابن عیسیٰ سے انہوں نے یونس سے اور یونس نے عبد اللہ بن سنان سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ (ایک ایسا شخص ہے جو گناہ کبیرہ کا مرتک ہوا ہے اور (استغفار کے بغیر) مر گیا تو کیا وہ اسلام سے خارج ہو گیا؟ اگر اس کو عذاب دیا جائے گا تو کیا مشرکین کے مثل عذاب دیا جائے گا یا اس کے لئے معین مدت اور انقطاع عذاب ہے؟

امامؑ نے فرمایا:

اگر کوئی گناہ اس ارادے سے کرے کہ یہ حلال ہے تو وہ اسلام سے خارج ہے اور اس کو شدید عذاب دیا جائے گا۔ لیکن اگر اس کو اس بات کا اعتراف ہے کہ اس نے گناہ کیا ہے اور موت آجائے درآنحالیکہ وہ گناہ پر اصرار کرتا رہا ہے تو وہ ایمان سے خارج ہے اسلام سے نہیں اور ایسی صورت مین پہلے کی بہ نسبت کچھ عذاب میں کمی کیا جائے گی۔(۱)

پانچواں اعتراض:

(۱) اصول کافی ج ۲ ص ۲۸۵، ۲۳ کتاب ایمان والکفر باب الکبائر۔

عقل اس بات کا حکم کرتی ہے کہ شفاعت کا وقوع ممکن ہے جیسا کہ آیات قرآن سے بھی یہ بات ثابت ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا ہونا لازم و ضروری ہے۔ جبکہ قرآن نے شفاعت سے مطلقاً انکار کیا ہے۔

قال اللہ :

﴿...... لاَ بَيۡعٌ فِيهِ وَلاَ خُلَّةٌ وَلاَ شَفَاعَةٌ ﴾ (۱)

...... جس دن نہ تجارت ہوگی نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش۔

دوسری آیت میں شفاعت کی قید کا تذکرہ ہے، ارشاد ہوا :

...... إلاَّ بِإِذۡنِهِ (بقرہ ۵۵) مگر خدا کی اجازت سے۔

ایک اور مقام پر اعلان ہوا :

﴿...... اِلاَّ لِمَنِ ارۡتَضَیٰ ﴾ (۲)

مگر خدا جس سے راضی ہو گیا۔

یہ اور اس کے علاوہ دیگر آیات، شفاعت کے قطعی وجود پر دلالت نہیں کرتی ہیں اور اس کا حتمی ہونا یقینی نہیں ہے قرآن کریم حتمی اور یقینی شفاعت

(۱) بقرہ ۲۵۴ (۲) انبیاء ۲۸۔

کی نفی کرتا ہے۔

اور شفاعت کے وجود کو رضاء پروردگار کی قید کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

دوسری جگہ قرآن نے شفاعت سے کسی قسم کے فائدے سے انکار کیا ہے:

قال اللہ:

﴿......فَمَا تَنفَعُهُم شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾۔(۱)

ترجمہ: تو انہیں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی۔

پانچویں اعتراض کا جواب:

خلاصۂ جواب یہ ہے کہ وہ آیات جو کہ شفاعت سے نفی کرتی ہیں وہ مطلقا شفاعت سے انکار نہیں ہے بلکہ اس میں بعض لوگوں کی شفاعت سے منع کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں استثنائی آیات گذر چکی ہیں۔

شفاعت کے وجود کے سلسلے میں قید کا تذکرہ یہ ایک پہلو ہے اور اس کی قبولیت دوسرا پہلو ہے۔ اس سے مراد شفاعت کا انکار نہیں ہے بلکہ اس کے

(۱)مدثر ۴۸

وجود و ثبوت کی تاکید ہے۔

بر خلاف اس کے جسکا منکرین شفاعت نے ادعا کیا ہے کہ شفاعت بے فائدہ ہے اور بطور دلیل اس آیت کو پیش کیا ہے (فَمَا تَنفَعُهُم شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ (۲) یعنی انہیں شفاعت کرنے والوں کی سفارش بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچائگی ان کا یہ استدلال قطعی غیر معقول ہے کیونکہ ان آیات کا سیاق جو اس سے پہلے ہیں قعر سقر میں مشقر مجرمین کی حالت زار کو بیان کر رہی ہیں۔

آیات کچھ یوں گویا ہیں :

﴿كُلُّ نَفسٍ بِمَا كَسَبَتُ رَهِينَةٌ ۔اِلاَّ اَصحَابَ الُيَمِينِ ۔ فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاَلُونَ ۔ عَنِ الُمُجرِمِينَ۔ مَا سَلَكَكُم فِي سَقَر۔ قَالُوا لَم نَكُ مِنَ الُمُصَلِّينَ ۔ وَلَم نَكُ نُطعِمُ الُمِسُكِينَ ۔ وَ كُنَّا نَخُوضُ مَعَ الخَائِضِينَ ۔ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَومِ الدِّينِ ۔ حَتَّى اَتَانَا الُيَقِينُ ۔ فَمَا تَنفَعُهُم شَفَاعَةَ الشَّافِعِينَ﴾۔(۱)

ترجمہ : ہر نفس اپنے اعمال کا گروی ہے سوائے اصحاب یمین کے وہ جنت میں رہ کر آپس میں سوال کر رہے ہوں گے ۔ مجرمین کے بارے میں ۔آخر

---

(۱) مدثر ۳۸ تا ۴۸ (۲) مدثر ۴۰..۴۸

تمہیں کس چیز نے جہنم میں پہنچادیا ہے۔ وہ کہیں گے کہ ہم نماز گزار نہیں تھے ۔اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ لوگوں کے برے کاموں میں شریک ہو جایا کرتے تھے۔ اور روز قیامت کی تکذیب کیا کرتے تھے یہاں تک کہ موت آگئی تو انہیں شفاعت کرنے والوں کی سفارش بھی کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔

اسی طرح اس آیت کے سیاق سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ جن کو شفاعت میسر نہ ہو گی وہ سقر میں مستقر وہ افراد ہیں جو نماز نہیں پڑھتے تھے، روز قیامت کا انکار کرتے تھے یہاں تک کہ موت نے ان کو آلیا اور جب اپنے آپ کو سقر میں موجود پائیں گے تو ان صفات کے بعد شفاعت شافعین ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکے گی۔

ان جوابات کے بعد جو اعتراضات منکرین شفاعت نے شفاعت پر کیئے ان کے رد کرنے کے بعد یہ بات قطعی طور سے واضح ہو گئی کہ شفاعت نہ ہی ان امور میں سے ہے جن پر قاعدۂ (اثنینیة فی الجزاء الالهی) یعنی ایک جرم اور دو حکم منطبق کیا جاسکتا ہے بلکہ یہ عدل کے عین مطابق ہے۔

کیونکہ اس وعدے کی وفا ہے جو اس نے روز اول کیا تھا۔ جس طرح کہ یہ ایک علم جدید کا نتیجہ نہیں ہے اور نہ ہی فعل معین سے انصراف ہے بلکہ علم

سابق ہے اور فعل مقرر۔

یہ شفاعت نہ صرف یہ کہ ارتکاب جرم پر جرأت کا باعث نہیں بنتی بلکہ دائرہ تنبیہ و حدود خطا معین کرتی ہے ارتکاب گناہ پر دل میں خوف پیدا کرتی ہے کیونکہ آیات میں ان تمام گناہوں کی تصریح نہیں ہے جن میں شفاعت کی قبولیت کا امکان ہے۔

آخر کار شفاعت حتمی اور یقینی ہے لیکن بعض لوگوں کو شفاعت میسر نہیں ہوگی قرآن نے ان کی صفات کا تذکرہ کیا ہے اور یہ کہ شفاعت خدا کے حکم و رضایت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

امام رضا علیہ اسلام نے اپنے آباء واجداد کے حوالے سے روایت کی ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا۔ جو شخص شفاعت پر ایمان نہیں رکھتا اس کو میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی، پھر اس کے بعد فرمایا۔ میری شفاعت میری امت کے گنہگاروں کیلیئے ہے لیکن جو نیک لوگ ہیں ان کیلیئے کوئی مشکل نہیں ہے۔

حسین بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے خدا کے اس قول کے بارے میں سوال کیا :

﴿وَلاَ یَشفَعُونَ اِلاَّ لِمَنِ ارتَضیٰ﴾(۱)

ترجمہ :وہ شفاعت نہیں کریں گے مگر اس کی جس سے خدا راضی ہو گیا۔

تو آپ نے فرمایا :

وہ شفاعت نہیں کریں گے مگر اس کی جس کے دین وایمان سے خدا راضی ہو گیا ہو گا۔(۲)

☆☆☆☆☆

(۱)انبیاء ۲۸ (۲)امالی صدوق ۵

تیسری فصل

دنیوی امور میں شفاعت کے اثرات

گذشتہ فصول میں یہ بات گذر چکی ہے کہ شفاعت آخرت سے متعلق ہے۔ یعنی گناہوں کی بخشش اور روز محشر عذاب سے معافی۔

اور جو اعتراضات اس پر ہوئے تھے ہم نے ان کے جوابات دے دیئے۔ ان جوابات سے واضح ہو گیا ہے کہ آخرت میں شفاعت کا وجود واثر ہے یہ بات نص قرآن اور حدیث نبوی سے ثابت ہے لیکن یہاں اصل بحث شفاعت در دنیا کی ہے اور آنے والے سوال کے ذیل میں ہم اس کا جواب دیں گے۔

سوال: کیا دنیوی امور میں غیر خدا سے شفاعت طلب کرنا شرعا جائز ہے؟

اور کیا دنیوی زندگی میں اس کا کوئی مثبت اثر پایا جاتا ہے؟ جیسے روزی، امراض سے صحت یابی کاموں میں کامیابی۔ یا کسی مشکل اور خطرے سے چھٹکارہ وغیرہ سے دنیوی امور کیا ان امور میں شفاعت طلب کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا حیات دنیوی میں اس کا کچھ فائدہ نہیں ہے؟

جواب: مسئلہ جواز تو اس بارے میں گذر چکا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ان افراد کی خبر دی ہے اور انہیں ان افراد کی شفاعت کی اجازت دے رکھی ہے جن سے وہ راضی ہو گیا ہے اس سلسلے میں متعدد روایات نقل ہوئی ہیں جو

جواز شفاعت کی تائید کرتی ہیں انہیں ہم نے پہلے ہی نقل کر دیا ہے یہ پہلے جزء کا جواب، لیکن سوال کا دوسرا جزء وہ یہ کہ کیا دنیوی منافع اور مصالح میں شفاعت کے مثبت اثرات پائے جاتے ہیں یا نہیں؟

تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ابتدا بحث میں ہم نے شفاعت کے ایک معنی (دعا) کے بھی بتائے تھے اور جب نبیؐ کسی مومن کی شفاعت کریں گے تو گویا خداوند تعالیٰ سے اس کے حق میں دعا فرمائیں گے۔

اور سید عاملی نے فرمایا ہے کہ (نبی کریمؐ کا یا دوسری ذوات مقدسہ کے شفاعت کرنے کا معنی دوسروں کے حق میں خدا سے دعا کرنا ہے اور ان کے گناہوں کی معافی اور حاجت طلب کرنا ہے گویا شفاعت ایک قسم کی دعا اور امید ہے۔

نیشاپوری نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا وَ مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا﴾(۱)

ترجمہ: جو شخص اچھی سفارش رکرے گا اسے اس کا حصہ ملے گا اور جو بری

(۱) نساء ۸۵۔

سفارش کرے گا اسے اس میں حصہ ملے گا۔

کی تفسیر میں مقاتل سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ شفاعت یعنی ایک مسلمان کیلئے دعا کرنا جیسا کہ رسول اکرمؐ سے روایت ہے کہ جو پس پشت اپنے مسلمان بھائی کیلئے دعا کرے اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور فرشتہ اس سے کہتا ہے کہ ایسی ہی دعا تیرے لئے بھی قبول ہے۔(۱)

اس بنا پر کسی مومن کا اپنے مومن بھائی کی زندگی میں اسکی دنیوی حاجات بر آنے کیلئے دعا کرنا ایک قابل قبول عمل ہے نہ ہی اس پر کوئی پردہ غبار ہے اور نہ ہی بحث کی ضرورت ہے۔

گذشتہ دلائل اور ان روایات کے بعد مومنین کو مومنین کے لئے دعا کرنے پر وادار کرتی ہیں اس میں کوئی اختلاف و جھگڑا نہیں ہے جیسا کہ ابراہیم ابن ابی البلاد نے پیغمبر اسلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا:

جو تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرے اس کو عطا کرو جو تمہارے پاس نیکی لے کر آئے اس کا بہترین بدلہ دو اور اگر بدلہ نہ دے سکو تو اس کے حق میں خدا سے

---

(۱) کشف الارتیاب۔سید محسن العاملی ص ۱۹۶

اتنی دعا کرو کہ تمہیں گمان ہو جائے کہ اس کا بدلہ اسے دیدیا ہے۔(۱)

آپ کا اپنے بھائی سے (جزاك الله خيرا) کہنا یہ بھی خدا سے ایک قسم کی شفاعت اور طلب دعا ہے اور اس کے علاوہ دوسرے فقرے ہیں جو کہ ہم اور آپ روزمرہ کی زندگی میں اپنے دوست واحباب اور اقرباء سے کہتے اور استعمال کرتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی دعا وشفاعت ہے جو روز روشن کی طرح واضح ہے اسمیں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے لیکن بحث عام طور سے شفاعت کے جواز اور اس کے حاجات دنیوی میں موثر ہونے کے منکرین اور قائلین کے مابین مردوں اور دنیا سے رحلت کر جانے والے ان افراد سے اشفاعت حاصل کرنے کے بارے میں ہے۔

ابن تیمیہ کی رائے اور اسکا تجزیہ

ابن تیمیہ اور اس کے نظرئے کی تائید کرنے والوں کا مسلک یہ ہے کہ اموات (مردوں) سے حاجات دنیوی طلب کرنا شرک ہے۔

ابن تیمیہ کہتا ہے (......اگر شفاعت طلب کرنے والا یہ کہے کہ میں مردوں

(۱) وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ شیخ حر عاملی ج۱۱ص ۵۳۷، ب کتاب الامر بالمعروف ونہی عن المنکر ۔ابواب فعل معروف

سے شفاعت اس لئے طلب کرتا ہوں کہ وہ میری نسبت اللہ سے زیادہ قریب ہیں اور وہ ان امور میں شفاعت کریں گے کیونکہ میں ان کو اللہ کی لئے وسیلہ بناتا ہوں جسطرح لوگ خدا سے اور درباریوں کو بادشاہ تک پہنچنے کا وسیلہ بناتے ہیں تو یہ ان لوگون کے اعمال میں سے ہے جو رہبان واحبار، عیسائی عالم وزاہد کو اپنی حاجات میں شفیع کہتے ہیں۔

مشرکین کے اعمال میں سے جن سے متعلق اللہ نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ:

﴿مَا نَعبدهُم إلا لِيقربونا الى اللّه زُلفىٰ﴾ (۱)

ترجمہ: ہم ان کی پرستش صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ سے قریب کردیں گے۔

ابن تیمیہ کے اس نظرئے کا فساد بطلان کی وجہ یہ ہے کہ اس نے شفاعت کو (عبادت غیر خدا) کی مانند خیال کیا ہے جبکہ شفاعت کے معنی عبادت کے ہیں ہی نہیں نہ لغوی اعتبار سے نہ اصطلاحی اعتبار سے۔

جیسا کہ شفاعت طلب کرنے کیلئے داخلی اور نفسانی محرک اس نفسانی محرک

(۱) زیارۃ القبور والاستنجاد بالمقبور ابن تیمیہ ص ۱۵۶ آیت س زمر ۳

سے الگ ہے۔

جو بتوں، انسانوں، اور دوسری اشیاء کی عبادت کی طرف لے جاتا ہے ان اشیاء سے جن سے مشرکین و کافرین متوسل ہوتے ہیں اور وہ اپنے خیال میں صرف انہیں کو تقرب خدا کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔

اس بحث میں پہلے گذر چکا ہے کہ ابو بکر رسول کی وفات کے بعد آپکے پاس آیئے اور آپکے چہرہ اقدس سے چادر ہٹائی اور آپ پر سلام کی آپ سے پروردگار کے پاس دعا کی سفارش کی اور یہ بات حضرت امام علی علیہ اسلام کے بارے میں نقل کی جاتا ہے کہ آپ نے رسول پاک سے اللہ سے سفارش کی دعا کی اور علی وہ ہیں جن کے بارے میں رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ:

انا مدينة العلم و علي بابها (۱)

میں شہر علم ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

اس سے قوی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ رسول سے طلب شفاعت ہوسکتی ہے حتی ان کی وفات کے بعد بھی۔

---

(۱) فتح الملک العلی فی اثبات صحۃ حدیث باب مدینۃ العلم علی۔ للسید احمد بن الصدیق الغماری شافعی چاپ جدید ۱۹۹۵ء

جب ہم آیہ شریفہ:

﴿ وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِینَ قُتِلُوا فِی سَبِیلِ اللَّهِ اَمۡوَاتاً بَلۡ اَحۡیَاءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ یُرۡزَقُونَ﴾(۱)

اور خبر دار راہ خدا میں قتل ہونے ولوں کو مردہ خیال نہ کرنا وہ زندہ ہیں اور اپنے خدکے یہاں رزق پاتے ہیں۔

اور آیہ شریفہ:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنۡ یُقۡتَلُ فِی سَبِیلِ اللَّهِ اَمۡوَاتاً بَلۡ اَحۡیَاءٌ وَ لٰکِنۡ لَا تَشۡعُرُونَ﴾(۲)

اور جو لوگ راہ خدا میں قتل ہو جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے۔

میں دقت کریں تو ان دو آیتوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ دنیوی زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی کا وجود ہے لیکن مادی فکر وطبیعت کے باعث اس حیات اخروی کو نہ ہی انسان محسوس کرتا ہے نہ ہی لمس کرتا ہے اور نہ ہی اس کی حقیقت کو

---

(۱) آل عمران ۱۶۹ (۲) بقرہ ۱۵۴

درک کر پاتا ہے مگر یہ کہ موت کا مزہ چکھ لے۔

علامہ طباطبائی نے آیت کریمہ ﴿ ولا تقولوا لمن یقتل ﴾ کی تفسیر میں فرمایا ہے:

یہ آیت انسان کی برزخی زندگی پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ اس کی مثل دوسری آیت:

﴿وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِینَ قُتِلُوا فِی سَبِیلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتاً بَلۡ اَحۡیَاءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ﴾ بھی ہے (۱)

بہت ساری روایات میں یہ تعبیر ہے کہ شہداء کے علاوہ دیگر مرے ہوئے مومنین برزخ میں زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنے اہل وعیال سے ملاقات کرتے ہیں۔

علی ابن ابراہیم نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے حفص ابن البختری سے روایت کی ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مومن اپنے خاندان کے لوگوں کا دیدار کرتا ہے اور اسکے پسند کی چیزیں اسے

---

(۱) تفسیر المیزان علامہ طباطبائی ج اص ۳۴۷ و ۳۴۸

دکھائی جاتی ہیں اور جو چیز اس کو ناپسند ہے وہ دکھائی نہیں جاتی۔ اور کافر بھی اپنے خاندان کے لوگوں کو دیکھتا ہے مگر وہ جسے ناپسند کرتا ہے اسے وہی چیزیں دکھائی جاتی ہیں اور اسکی پسندیدہ اشیاء کو اس سے پوشیدہ رکھا جاتا ہے ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو ہر جمعہ اپنے احباء و خاندان کا دیدار کرتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں جو اپنے اعمال کے مطابق اذن دیدار پاتے ہیں۔(۱)

اس کے واضح ہونے کے بعد کون سی چیز اس سے مانع ہے کہ جو لوگ اس دنیا سے کوچ کر گئے ہیں اور اخروی زندگی گزار رہے ہیں وہ سنتے ہیں دیکھتے ہیں اور ان مومنین کی قضائے حاجات کے لئے اللہ سے دعاء کرتے ہیں جو ابھی تک مومنین و شہداء کے ساتھ ملحق نہیں ہوئے۔

ان کے حق میں خدا کو مدد کیلئے طلب کرتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ:

﴿فَرِحِیْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾۔(۱)

---

(۱) الکافی ج ۳ ص ۲۳۰، باب ان المیت یزور اھلہ

الْمُؤمِنِينَ ﴾۔(۱)

ترجمہ : خدا کی جانب سے ملنے والے فضل و کرم سے خوش ہیں اور جو ابھی تک ان سے ملحق نہیں ہو سکے ہیں ان کے بارے میں یہ خوش خبری رکھتے ہیں کہ ان کے واسطے نہ خوف ہے اور نہ حزن وہ اپنے پروردگار کی نعمت اس کے فضل اس کے وعدے سے خوش ہیں کہ وہ صاحبان ایمان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

جو کچھ بیان ہو چکا ہے واضح طور پر دلالت کرتا ہے کہ انسان کا اس دنیا سے ناتا ٹوٹ جانے کے بعد وہ ایک دوسری زندگی گزارتا ہے۔

اور اس دنیا میں کافر عذاب کو دیکھتا ہے اور محزون و ملول ہوتا ہے۔

اور مومنین نعمات کو دیکھتے ہیں تو محظوظ و مسرور ہوتے ہیں۔

اسی طرح جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انسان جب مر جاتا ہے تو اسکا زندہ لوگوں سے ہر قسم کا تعلق ختم ہو جاتا ہے ان کے عقیدے کا بطلان و فساد ظاہر ہوتا ہے۔

یہ ان لوگوں کا مذہب ہے جو اموات سے توسل کے منکر ہیں، اور یہ

(۱) آل عمران ۱۷۰۔۱۷۱

نہایت ہی فاسد و باطل عقیدہ ہے کیونکہ یہ نص قرآن کے مخالف ہے۔ اس باب کے اختتام سے قبل رسولؐ اکرم کی ایک صحیح حدیث نقل کرنا چاہتے ہیں جو اس ضمن میں مفید ہے۔

جنگ بدر کے مسلمانوں کے حق میں اختتام کے بعد پیغمبرؐ نے مشرکین کی لاشوں کے قریب کھڑے ہو کر فرمایا (اے اہل قلیب تم لوگ اپنے نبیؐ کیلئے بہت برے اقرباء ثابت ہوئے ہو تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا جبکہ دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی تم لوگوں نے مجھے شہر بدر کیا جبکہ دوسروں نے مجھے پناہ دی تم لوگوں نے مجھ سے جنگ کی اور دوسرے لوگوں نے میری عزت کی۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تم لوگوں نے وہ سب کچھ حق پایا جو میرے خدا نے وعدہ کیا تھا۔ (۱)

---

(۱) سیرۂ نبویہ ج ۱ ص ۹ ۲۳ سیرۂ حلبیہ ج ۲ ص ۹ ۷ ۲۔ ۱۸۰ اسی واقعہ کی جانب اشارہ ہے کہ لوگوں میں سے کسی ایک نے آپؐ سے کہا تھا یا رسول اللہ آپ مردوں سے بات کر رہے ہیں؟ جواب میں آپؐ نے فرمایا تم لوگ ان سے زیادہ، اس کو سننے والے ہو جو میں ان سے کہہ رہا ہوں۔ لیکن یہ لوگ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے اس کو فریقین کے بہت سارے محدثین و مورخین نے ذکر کیا ہے۔ بخاری ج ۵ ص ۷۶، ۷۷، ۸۶، ۸۷، فی معرکۃ بدر۔ صحیح مسلم ج ۸ ص ۱۶۳ اکتاب الجنہ باب مقعد المیت۔ سنن نسائی ج ۴ ص ۸۹، ۹۰ باب ارواح المومنین۔ بحار الانوار ج ۱۹ ص ۳۴۶)

اگر یہ دنیا سے کوچ کر جانے والے مشرکین سن نہیں سکتے تھے تو کیا رسول ان سے عبث مخاطب تھے ؟ جب کہ رسول بغیر وحی الٰہی کے کلام نہیں کرتے۔

☆☆☆☆☆

چوتھی فصل

شفاعت کرنے والے اور شفاعت پانے والے

اوّل: شفاعت کرنے والے

کیا قرآن نے شفاعت کرنے والوں کی حد بندی کی ہے؟ اور کیا ان کے صفات واسماء گرامی کا تذکرہ کیا ہے؟

آیات قرآنی میں تدبر اس چیز کو واضح کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیات شفاعت یا دیگر آیات قرآنی میں کہیں بھی شفاعت کرنے والوں کو بطور نام مشخص ومعین نہیں کیا ہے۔

لیکن قرآن نے شفاعت کرنے والوں کے کچھ صفات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر وہ کسی شخص میں پوری ہو جائیں تو اذن خدا سے شفاعت کرنے والوں میں سے ہو جائیگا۔

آیات قرآنی میں ہم یہ پاتے ہیں کہ انبیاء، ملائکہ ومومنین شفاعت کریں گے پھر پروردگار فرمائے گا میری شفاعت باقی ہے۔(۱)

نیز رسول اکرمؐ نے فرمایا:

---

(۱) صحیح بخاری ج۹ص۱۶۰

روز محشر پہلے انبیاء شفاعت کریں گے پھر علماء پھر شہداء۔(۱)

قال النبیؐ:

جو شخص قرآن کو سیکھے پس اس کو از بر کر لے اور اس کے حلال کو حلال اس کے حرام کو حرام قرار دے تو خدا اس کو جنت نصیب کریگا اور اس کو اس حد تک حق شفاعت دے گا کہ وہ اپنے اہل خاندان کے ان دس افراد کی شفاعت کریگا جن کا مقدر رجہنم بن چکا ہوگا۔(۲)

نہج البلاغہ میں امام علیؑ نے فرمایا:

روز محشر قرآن جس کی شفاعت کریگا وہ قبول کر لی جائیگی۔(۲)

عمل صالح اور احکام الہی کی پابندی کرنے والوں کو اہلیت شفاعت عطا کی جائیگی۔

رسول اکرمؐ:

(۱) سنن ابن ماجہ ج۲ص ۱۴۴۳ خصال شیخ صدوق ص۱۴۲اس میں کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ذکر ہے۔خدا کے نزدیک شفاعت کرنے والے تین ہیں۔انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔

(۲) سنن ترمذی ج۴ص ۲۴۵

(۳) شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج۲ص۹۲

کل تم میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ ہوگا جس کی شفاعت میرے اوپر واجب ہے جو ایمان کا سچا،امانت دار،اچھے اخلاق اور لوگوں سے اچھی معاشرت رکھنے والا ہوگا۔(۱)

رسول اکرمؐ کاارشاد گرامی ہے :

شفاعت کرنے والے پانچ ہیں :

قرآن ، قرابت دار، امانت ، تمہارا نبیؐ اور تمہارے نبی کے اہل بیتؑ۔ (۲)

حضرت سید سجاد علیہ السلام امام زین العابدین سے انکی دعا میں نقل ہوا ہے :

بار الہا ہمارے نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے نبیوں میں سے

---

(۱) تیسیر المطالب فی امالی امام علی ابن ابی طالبؑ سید یحی بن الحسین ۲۴۲ ، ۴۴۳

(۲) المناقب ابن شہر آشوب ج ۲ ص ۱۴

مقرب ترین نبیؐ قرار دے اور ان کو حق شفاعت عطا فرما۔(۱)۔

ہم عنقریب ان آیات کریمہ کو آپ کی خدمت میں اختصار کے ساتھ پیش کریں گے جو کہ شفاعت کرنے والوں کی ہر صنف کی واضح نشاندہی کر رہی ہیں اور (شفاعت کرنے والوں پر) واضح دلیل بھی ہیں۔

انبیاء

حسب ذیل آیت انبیا کی شفاعت پر دلالت کرتی ہے :

﴿وَمَا اَرسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ اِلاّ لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ اَنَّهُم اِذ ظَّلَمُوا اَنفُسَهُم جَاء وكَ فَاستَغفِرُوا اللّهَ وَاستَغفَرَ لَهُم الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّهَ تَوَّابا رَّحِيمَا۔﴾(۲)

ترجمہ : ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر صرف اس لئے کہ حکم خدا سے اس کی اطاعت کی جائے اور کاش جب ان لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا تو آپ کے پاس آتے اور خود بھی اپنے گناہوں کیلئے استغفار کرتے تو یہ خدا کو بڑا

(۱) صحیفہ سجادیہ دعا نمبر ۲ ص ۱۹۸

(۲) نساء ۶۴

ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے۔

اس آیہ کریمہ میں کچھ قیود بتائے گئے ہین جنکی جانب توجہ دینا ضروری ہے:

(ظلموا انفسهم) کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے۔یعنی انہوں نے اپنے حق میں کوتاہی اور معصیت کے باعث اپنے آپ کونقصان پہنچا کر مستحق عذاب ہو گئے اور اطاعت کرنے کے باعث حاصل ہونے والے ثواب سے محروم رہے -ایک قول ہے کہ (ظلموا انفسهم یعنی کفرونفاق اختیار کیا)۔

(جاء وك) یعنی وہ لوگ آپ کے پاس تائب بن کرآپ پرایمان لانے والے بن کرآتے۔

(فاستغفروا الله) اللہ سے استغفار کرتے اوراپنے کئے جرم کوترک کر کے اصرار نہ کرتے۔

(واستغفر لهم الرسول) یعنی رسولؐ ان کے حق میں خدا سے طلب مغفرت کرتے۔

(لو جدوا الله) یعنی خداکوان گناہوں کا بخشنے والا پاتے۔(۱)

---

(۱) مجمع البیان۔طبرسی ج۱ص ۸۷

حسب ذیل آیات گذشتہ آیت کی تائید کرتی ہیں اور اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ رسول شفاعت کریں گے۔

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَداً سُبحَانَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكرَمُونَ ۔ لَا يَسْبِقُونَهٗ بِالْقَولِ وَهُم بِاَمْرِهٖ يَعمَلُونَ ۔ يَعْلَمُ مَا بَينَ اَيدِيهِم وَمَا خَلْفَهُم وَلايشفعونَ الّا لمنِ ارتَضىٰ وهُم مِن خشيتِهٖ مُشفِقونَ ﴾۔(۱)

ترجمہ: اورلوگوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ خدا نے کسی کو اپنا بیٹا بنالیا ہے جب کہ خدا اس سے پاک و پاکیزہ ہے بلکہ وہ سب اس کے محترم بندے ہیں۔ جو کسی بات پر اس پر سبقت نہیں کرتے ہیں اور اس کے احکام پر برابر عمل کرتے ہیں اوہ ان کے سامنے اور ان کے پس پشت کی تمام باتوں کو جانتا ہے۔ اور فرشتے کسی کی سفارش بھی نہیں کرسکتے مگر یہ کہ خدا اس کو پسند کرے اور وہ اس کے خوف سے برابر لرزتے رہتے ہیں۔

آیہ کریمہ میں ان افراد کا تذکرہ ہے جنہیں خدا نے لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے مگر کافروں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ یہ فرزندان خدا ہیں. جبکہ قرآن نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ وہ سب بندگان خدا ہیں اور یہ افراد صرف ان

---

(۱) الانبیاء:۲۶_۲۸

لوگوں کی سفارش وشفاعت کریں گے جن سے خدا راضی ہوگا۔

یہ آیت ملائکہ کے سلسلہ میں ہے اس لئے کہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر کافرین ومشرکین کے اس نظرئے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ملائکہ دختران خدا ہیں۔خدا ان خرافات سے بلند وبالا ہے۔

ملائکہ (فرشتے)

﴿ وَ كَم مِن مَلَكٍ فِی السَّموٰاتِ لَا تُغنِي شَفاعَتُهمْ شَيئًا اِلَّا مِن بَعدِ اِنْ يَأذَنَ اللّٰه لِمَن يَّشَاءُ وَ يَرضىٰ ﴾(۱)

ترجمہ: اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں جن کی سفارش کسی کے کام نہیں آسکتی ہے جب تک خدا۔جس کے بارے میں چاہے اور اسے پسند کرے اجازت نہ دیدے۔

یہ آیہ جلیلہ وکریمہ اس بات کی غماز ہے کہ ملائکہ باذن خدا ان افراد کی شفاعت کریں گے جن سے خدا راضی وخوشنود ہوگا۔

---

(۱) نجم ۲۶

مومنین

مومنین وشہدا کے شفاعت کرنے پر قرآن کی یہ آیت شریفہ دلالت کرتی ہے:

قال الله تعالیٰ:

﴿وَلَا یَملِكُ الَّذِینَ یَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَن شَهِدَ بِالحَقِّ وَهُم یَعلمُونَ﴾۔(زخرف ۸٦)

ترجمہ: اور اس کے علاوہ جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سفارش کا بھی حق نہیں رکھتے۔مگر وہ جو سمجھ بوجھ کر حق کی گواہی دینے والے ہیں۔

جن لوگوں نے حق کی شہادت دی ہے وہ مومنین وصالحین ہیں۔

جن کو اللہ نے دوسری امتوں پر ان کے انبیاء واوصیاء کے ساتھ شاہد و گواہ قرار دیا ہے،قرآن نے مومنین کو شہداء کے ہم پلہ قرار دیا ہے۔

قال الله تعالیٰ:

﴿وَ الَّذِینَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِه اُولئِكَ هُم الصِّدِّیقُونَ

وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ﴾ (۱)

ترجمہ : اور جو لوگ اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لائے وہی خدا کے نزدیک صدیق و شہید ہیں۔

بہتیری روایات ان آیات کے مفہوم کی تاکید کے لئے وارد ہوئی ہیں اور انکی تفسیر کرتی ہیں۔

شیخ صدوق نے اپنے سلسلہ سند سے رسول اکرمؐ سے روایت کی ہے ،آپؐ نے فرمایا :

تین لوگ اللہ سے طلب شفاعت کریں گے۔انبیاء ، علماء ، شہداء۔(۲)

اس فصل سے لکھنے سے قبل ہم قاری محترم کو ایک اہم نکتہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں جو کہ آیات کریمہ میں بار بار دہرایا گیا ہے اور وہ اہم نکتہ رضایت پروردگار ہے۔ یعنی شفاعت کرنے والے اور جن کو شفاعت نصیب ہوگی دونوں کیلئے رضای خداوندی ضروری ہے گویا یہ شرط لازم و قید ضروری ہے جن کے بغیر شفاعت کی کوئی اہمیت و حیثیت نہیں ہے۔

---

(۱) حدید ۱۹ (۲) خصال ص ۱۴۲

شفاعت کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ رضایت پروردگار کا خیال کرے تاکہ اس کی شفاعت بر محل واقع ہو کر موثر ثابت ہو۔ شفاعت پانے والوں کیلئے ضروری ہے کہ خدا کی رضاء حاصل کیے ہوں تاکہ شفاعت کرنے والوں کی شفاعت ان کے حق میں مفید و سود مند ہو۔

لہذا اگر ہم آیات کریمہ کی طرف رجوع کریں گے تو آیات ملیں گی جو اللہ کے بعض بندوں سے راضی ہو جانے کی طرف اشارہ کرتی ہیں، ہم یہاں پر ان آیات کو بطور نمونہ پیش کر رہے ہیں کہ جو اللہ کے اپنے بعض نیک بندوں سے راضی ہونے کا ذکر صراحت سے کرتی ہیں۔

قال اللہ الحکیم فی کتابہ الکریم:

﴿قَالَ اللّٰهُ هَذا يَومٌ يَنفَع الصَّادِقِينَ صِدقُهُم لَهُم جَنَّاتٌ تَجرِى مِن تَحتِهَا الانهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا اَبداً رَضِىَ اللّٰهُ عَنهُم وَ رَضُوا عَنهُ ذَالِكَ الفَورُ العَظِيم﴾۔(۱)

ترجمہ: اللہ نے کہا کہ یہ قیامت کا دن ہے جب صادقین کو ان کا صدق فائدہ پہنچائے گا ان کے لئے باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری

(۱) مائدہ ۱۱۹

ہمیشہ ان میں رہیں گے خدا ان سے راضی ہوگا اور وہ خدا سے اور یہی ایک عظیم کامیابی ہے۔

اس آیہ کریمہ میں سچے لوگوں کی طرف اشارہ ہے کیونکہ صراحتا (صادقین) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

قال اللہ عز من قائل:

﴿وَالسَّابِقُونَ الاَوَّلُونَ مِنَ المُهَاجِرِينَ وَالاَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِاِحسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنهُم وَ رَضُوا عَنهُ وَ اَعَدَّ لَهُم جَنَّاتٍ تَجرِي تَحتَهَا الاَنهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا اَبَداً ذَلِكَ الفَوزُ العَظِيمِ﴾(۱)

ترجمہ: اور مہاجرین وانصار میں سے سبقت کرنے والے اور جن لوگوں نے نیکی میں ان کی اتباع کی ہے ان سے خدا راضی ہے اور یہ سب خدا سے راضی ہیں اور خدا نے ان کیلیے وہ باغات مہیا کئے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی اور یہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:

---

(۱) توبہ ۱۰۰

﴿لَا تَجِدُ قَوماً یُؤمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالیَومِ الآخِرِ یُوَادُّونَ مَن حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُولَه وَ لَو کَانُوا آباءَ هُم أو اَبنَاءَ هُم اَو اِخوَانَهُم اَو عَشِیرَتَهُم اُولٰئِكَ کَتَبَ فِی قُلُوبِهِم الایمانَ وَ اَیَّدهُم بِروحٍ مِنهُ و یُدخِلُهُم جَنّات تَجري مِن تَحتِها الانهارُ خَالِدِینَ فِیهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُم وَ رَضُوا عَنهُ اُولئِكَ حِزبُ اللّٰهِ اِلَّا اَنَّ حِزبَ اللّٰهِ هُمُ المُفلِحُون﴾۔(۱)

ترجمہ: آپ کبھی نہیں دیکھیں گے کہ جو قوم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے والی ہے وہ ان لوگوں سے دوستی کرے جو اللہ و رسول کے دشمن ہیں چاہے وہ ان کے آباء و اجداد یا اولاد یا عشیرہ و برادران ہی کیوں نہ ہوں اللہ نے صاحبان ایمان کے دلوں میں ایمان لکھ دیا ہے اور ان کی اپنی خاص روح کے ذریعہ تائید کی ہے اور انہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی اور انہیں میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے خدا ان سے راضی ہوگا وہ خدا سے یہی لوگ اللہ کے گروہ ہیں اور آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ ہی کا گروہ نجات پانے والا ہے۔

اس آیۂ کریمہ میں ان حقیقی مومنین کی طرف کھلا اشارہ ہے جو دشمنان خدا سے کسی قیمت پر سمجھوتہ و دوستی نہیں کرتے وہ دشمنان خدا چاہے انکے آباء و اجداد یا

(۱) مجادلہ ۲۲

انکے برادران ہی کیوں نہ ہوں اور یہی وہ صفت خاص و مقام بلند ہے جس کے ساتھ انسان کا متصف ہونا ضروری ہے۔

قال الله :

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولٰئِكَ هُم خَيرُ الُبَرِيَّة جَزاءُ هم عِندَ رَبّهم جنات عَدنٍ تَجرِي مِن تَحتِهَا الانهار خَالِدِينَ فِيهَا اَبَدَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمُ وَ رَضُوا عَنهُ ذَلِكَ لِمَنُ خَشِيَ رَبّه﴾(۱)

ترجمہ: اور بیشک جولوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہیں وہ بہترین خلائق ہیں پروردگار کے یہاں ان کی جزاوہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ انہیں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں خدا ان سے راضی ہوگا اور وہ خدا سے اور یہ سب اس کیلئے ہے جس کے دل میں خوف خدا ہے۔

ہمارے خیال میں ان آیات کے مضامین میں تدبر وفکر کرنے سے ہمارے سامنے ان افراد کی معرفت کا وسیع افق روشن ہو جاتا ہے جو ہمیشہ ایسی جنت میں رہیں گے جس میں نہریں جاری ہوں گی خدا ان سے راضی ہے اور وہ خدا سے

(۱) البینہ ۷۔۸

راضی یہی عظمت کی بلندی ہے اور وصف و بیان سے بالاتر مقام ہے۔

آخر وہ کون لوگ ہیں جو خدا سے راضی ہیں؟

وہ لوگ وہ ہیں جو اپنے ایمان و اعمال میں کھرے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ ہیں جو کہ نیک اعمال انجام دیتے ہیں اور خوف خدا رکھتے ہیں اور اولین مہاجرین و انصار میں سے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے نیکی و احسان میں ان کی اتباع کی ہے ایسے مومنین وہ ہیں جو دشمنان خدا سے دوستی نہیں رکھتے۔

جن کو شفاعت نصیب ہوگی

گذشتہ بحثوں سے ہمیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ کفار کو خاص طور سے شفاعت نصیب نہیں ہوگی اور وہ لوگ جو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ان کو بھی کیونکہ جہنم میں ہمیشگی کے باعث اس (شفاعت) سے محروم رہیں گے۔

پس وہ کون لوگ ہیں جن کو شفاعت نصیب ہوگی؟ اور وہ لوگ کون ہیں جو شفاعت سے فیضیاب نہیں ہوسکیں گے؟

(۱) گنہگار مومن:

یہاں پر جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ مفہوم شفاعت یعنی گناہوں سے عفوودر گذر اور عذاب کا بر طرف ہونا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان جو خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ گناہ کا مرتکب ہو؟

اس کے جواب میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مومنین کے مختلف صفات کے ساتھ متصف ہونے کے باعث درجات ومراتب ہیں۔

قرآن نے متعدد مقامات پر اس کی حقیقت کی طرف اشارہ کیاہے کہ مومنین کے درمیان درجہ بندی اور کمالات کے کمی وزیادتی کا وجود ہے۔

جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿لاَ يَسْتَوِى الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤمِنِينَ غيرُ أُولِى الضَرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِى سَبِيلِ اللّهِ بِاَموَالِهِم وَ أنْفُسِهِم فَضَّلَ اللّهُ المُجَاهِدِينَ بِاَمْوَالِهِم وَ اَنْفُسِهِم عَلىٰ القَاعِدِين درجة وَ كَلا وَعدَ اللّه الحُسنٰى وَ فَضَّلَ اللّهُ المُجاهِدينَ عَلَى القَاعِدِينَ اَجرًا عَظِيماً﴾۔(۱)

اندھے بیمار اور معذور افراد کے علاوہ گھر بیٹھے رہنے والے صاحبان ایمان

(۱) نساء ۹۵

ہر گز ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو راہ خدا میں اپنی جان و مال سے جہاد کرتے ہیں اللہ نے اپنے مال و جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر امتیاز بخشا ہے اور ہر ایک سے نیکی کا وعدہ کیا ہے اور مجاہدین کو بیٹھے رہنے والوں کے مقابلہ میں اجر عظیم عطا کیا ہے۔

اس آیہ شریفہ میں اگر غور و خوض کیا جائے تو کچھ اہم نکات کا انکشاف ہو گا ان میں سے ایک یہ کہ وہ افراد جو کسی بھی عذر شرعی جیسے نقص اعضاء فقر کے بغیر اگر اپنے اموال و نفوس کے ذریعے سے جہاد سے روگردانی کریں اور گھر بیٹھے رہ جائیں تو وہ لوگ ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں۔ جبکہ خدا نے دونوں کو آخرت میں نیکی کا بدلہ دینے کا کہا ہے مگر جو لوگ راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور جو گھر میں بیٹھے رہتے ہیں ان میں مجاہدوں کو فضیلت بخشی ہے اور اجر عظیم سے تعبیر کیا ہے۔

مومن گناہ کرتا ہے مگر توبہ و استغفار بھی کرتا ہے اس کے باوجود شفاعت کا محتاج ہے۔ امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا:

کیا مومن بھی محتاج شفاعت ہے؟

آپ نے فرمایا:

ہاں! پھر لوگوں میں سے کسی نے سوال کیا کیا مومن شفاعت محمد کا محتاج ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

ہاں! مومنین بھی خطا و گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں، اور اس دن کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو شفاعت محمد کا محتاج نہ ہو۔(۱)

گذشتہ بحث و گفتگو کے بعد یہاں پر اس امر کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ مومنین مومنین نہیں جب تک کہ سب ایک روش کے مطابق عمل نہ کریں فعل کی رغبت دلانے والی شی ء کے ایک ہونے کی صورت میں اس لئے کہ یہ اعتراض تقاضا بشری کے خلاف ہے خدا اپنے بندوں کو بہتر جانتا ہے۔ اس نے قوانین خلقت میں سے ہر قانون کی پہلے سے وضاحت کی ہے اور یہ سب کچھ انسانوں کے درمیان فرق ہے اور یہ ایک مسلم حقیقت ہے جس سے انکار ناممکن ہے چاہے وہ مومنین ہی کیوں نہ ہوں۔

جیسا کہ امام صادق علیہ السلام سے مروی حدیث صراحت کے ساتھ اس چیز کو بیان کرتی ہے کہ مومنین خطا و گناہ کے مرتکب ہو سکتے ہیں اور وہ روز محشر پیغمبرؐ اسلام کی شفاعت کے محتاج ہوں گے۔

---

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۳۱۴

ہم قارئین کیلئے یہ آیہ کریمہ نقل کرر ہے ہیں تا کہ اس میں تدبر و تفکر فرمائیں۔

قال الله سبحانه:

﴿وَ سَارِعُوا اِلیٰ مَغفِرَةٍ مِن رَبِّكم وَ جَنَّة عَرضُها السَّماوَاتُ وَالاَرضُ اُعِدَّت لِلمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِى السَّرَّاء وَالضَّرَّاء وَالكَاظِمِينَ الغَيظَ وَالعَافِينَ عَن النَّاس وَاللّٰهُ يُحبُّ المُحسِنِينَ، وَالَّذِينَ اِذ فَعَلُوا فَاحِشَةً اَو ظَلَمُوا اَنفُسَهُم ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاستَغفَرُوا لِذُنُوبِهِم وَ مَن يَغفِرُ الذُّنُوبَ إلَّا اللّٰهُ وَلَم يُصِرُّوا عَلىٰ مَا فَعَلُوا وَ هُم يَعلمُونَ ـاُولٰئِكَ جَزَاءُ هُم مَغفِرَةٌ مِن رَبِّهِم وَ جَنَّاتٌ تَجرِى مِن تَحتِهَا الاَنهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَ نِعمَ اَجرُ العَامِلِينَ﴾(۱)

اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس کی جنت کی طرف سبقت کرو جس کی سبقت زمین و آسمان کے برابر ہے اواسے ان صاحبان تقویٰ کیلئے مہیا کیا گیا ہے جو راحت اور سختی ہر حال میں انفاق کرتے ہیں اور غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور خدا حسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے وہ لوگ وہ ہیں کہ جب کوئی نمایاں گناہ کرتے ہیں یا اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہیں اور خدا کے

---

(۱) آل عمران ۱۳۳،۱۳۶

علاوہ کون گناہوں کو معاف کرنے والا ہے اور وہ اپنے کئے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے ہیں وہ ہیں جن کی جزا بہترین جزا ہے۔

اس آیہ مبارکہ میں محل شاہد یہ ہے کہ جو لوگ گناہ کرتے ہیں یا فعل بد انجام دیتے ہیں یا اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھتے ہیں مگر بعد میں استغفار کرتے ہیں اور اصرار گناہ نہیں کرتے تو خدا ایسے لوگوں کو جاری رہنے والی نہروں کی بشارت دیتا ہے جس میں وہ تا ابد رہیں گے۔

یہ اس بات کی وضاحت ہے کہ گناہ پر اسرار نہ کرنا بالخصوص توبہ یہ مومنین کی صفات میں سے ہے اس لئے کہ خدا نے کسی ایک سے بھی جنت کا وعدہ نہیں کیا ہے مگر یہ کہ وہ مومن ہو اور خدا اس سے راضی ہو۔

لیکن جب ایک مومن گناہ کا مرتکب ہو جائے اس سے خطا سرزد ہو جائے تو کیا وہ حقیقی معنوں میں جیسا کہ خدا نے خلق کیا ہے اور انسانوں کو سیر و سلوک و عمل کی منزل میں دیکھنا چاہتا ہے ویسا رہے گا یا صرف زبانی جمع خرچ کی بنیاد پر مومن کہلائے گا؟

بلا شک و تردید گناہوں پر اصرار مومن کو ایمان حقیقی سے خارج کر دیتا ہے کیونکہ گناہوں پر اصرار احکام الہی کی اہانت اور اسکی عظمت کو حقیر سمجھنا ہے۔ وہ

گناہ چاہے صغیرہ ہوں یا کبیرہ۔(۱)

امام صادق علیہ السلام نے جو عبداللہ بن سنان کو جواب مرحمت فرمایا تھا اس میں یہ گذر چکا ہے کہ گناہوں پر اصرار انسان کو ایمان سے خارج کر دیتا ہے کیا ہے کوئی عقلمند انسان جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرامین کی توہین کرنے والا اور اسکے اوامر ونواہی کی کاملا پیروی کرنے والا دونوں برابر ہیں؟

آیات شریفہ کے تذکرے کے بعد اب قارئین کی توجہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمؐ اور اہل بیت پیغمبرؐ اسلام کی کچھ احادیث کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں تا کہ اس میں غور خوض فرمائیں۔

امام صادق علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی کے لئے خط میں تحریر فرمایا:

اپنے نفوس کو اس کا حریص بنانے سے بچو جس کو اللہ تم پر حرام قرار دیا ہے۔

جو اس دنیا میں محرمات خدا کی ہتک وتوہین کریگا تو خدا اس کے اوپر جنت ونعیم اور اسکی لذات وکرامات کے درمیان جو کہ اہل بہشت کیلئے تا ابد قائم ہیں ایک فاصلہ قائم کر دیگا اس کے بعد فرماتے ہیں۔(خدا نے جس چیز کو قرآن میں حرام

(۱) تفسیر المیزان۔علامہ طباطبائی ج ۴ ص ۲۱

قرار دیا ہے اس پر اصرار د سے بچو۔(۱)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جلیل القدر صحابی حضرت ابوذر سے وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

اے ابوذر مومن اپنے گناہ کو ایک چٹان کی مانند دیکھتا ہے اور وہ خائف رہتا ہے کہ کہیں وہ چٹان اس پر نہ آپڑے اور کافر اپنے گناہ کو اس مکھی کی مانند تصور کرتا ہے جو اس کی ناک پر بیٹھ اکر اڑ جاتی ہے۔(اعلام الدین فی صفا المومنین۔ دیلمی ص ۱۹۱ تحقیق موسسہ آل البیت لاحیاء التراث۔

علی ابن ابراہم نے اپنے والد سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے منصور بن یونس سے اور منصور بن ونس نے ابی بصیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادقؑ کو فرماتے سنا ہے! خدا کی قسم معصیت پر اصرا کرنے والوں کے کسی بھی عمل کو خدا قبول نہیں کریگا۔(۱)

گذشتہ تمام معروضات سے یہ بات واضح و روشن ہوگئی ہے کہ مومن اگر

(۱) وسائل الشیعۃ حر عاملی ج ۶ ص ۲۰۱

الکافی۔ کلینی ج ۲ ص ۲۸۸ باب کتاب الایمان والکفر باب الاصرار علی الذنب

گناہوں کے ارتکاب پر تکرار کرے تو دائرہ ایمان حقیقی سے خارج ہو جاتا ہے۔

اور یہ بات بھی واضح ہے کہ مومن کسی گناہ صغیرہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔

لیکن اس کے استغفار و توبہ میں عجلت کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ کو قبول بھی کر لیتا ہے اور یہ بات پہلے ہی گذر چکی ہے کہ شفاعت گنہگار مومنوں کیلئے ہے۔

حسین بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا یا بن رسول اللہؐ خدا کے اس فرمان (لا يشفعون الا لمن ارتضىٰ) کے کیا معنی ہیں تو آپ نے فرمایا:

انہیں شفاعت نصیب ہوگی جنکے دین سے خدا راضی ہوگا۔(۱)

برقی نے علی بن الحسین رقی سے انہوں نے عبد اللہ بن جبلہ سے انہوں نے حسن بن عبد اللہ سے اور انہوں نے اپنے آباء سے نقل کیا ہے کہ امام حسن بن علی علیہما السلام نے ایک طویل حدیث میں ارشاد فرمایا:

رسول اکرمؐ نے ایک یہودی کے جواب میں فرمایا اس نے آپ سے بہت سارے سوالات کئے تھے:

---

(۱) بحار الانوار علامہ مجلسی ج ۷ ص ۳۴

میری شفاعت صرف ظالم اور مشرک کو چھوڑ کر سارے گناہگاروں کے لئے ہے۔(۱)

یہ حدیث گذشتہ حدیث کی تائید وتفسیر کر رہی ہے کہ جو لوگ شرک وظلم کی حالت میں دنیا سے گئے خدا ان سے قطعی راضی نہیں ہے۔ عبداللہ بن زرارہ سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام سے مومن کے بارے میں سوال کیا گیا۔ کیا اس کیلئے شفاعت ہے؟

تو آپؑ نے فرمایا (ہاں) پھر ایک شخص نے سوال کیا کیا مومن بھی رسول کی شفاعت کا محتاج ہوگا تو آپؑ نے فرمایاؑ (ہاں کیونکہ) مومنین کے لئے بھی خطائیں اور گناہ ہیں اور کوئی بھی ایسا نہیں جو روز محشر شفاعت رسول کا محتاج نہ ہو (۲)

(۲) وہ مومنین جو جہنم میں جائیں گے:

جس طرح سے شفاعت مومنین کو روز قیامت یہ نفع پہنچائیگی کہ اور ان کے گناہوں کو بخش دیا جائیگا شفاعت انکے جہنم جانے کے بعد بھی نفع پہنچانے کہ ان کو جہنم سے نکال لیا جائیگا اور یہ بات ان احادیث نبوی وفرامین اہل بیت نبی سے

(۱) بحار الانوار علامہ مجلسی ج ۸ ص ۳۹ (۲) بحار الانوار ج ۸ ص ۴۸

ثابت ہے جو کہتی ہیں کہ رسول و صالح مومنین کی شفاعت کے باعث گنہگار مومنین کو جہنم سے چھٹکارا مل جائے گا۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا:

انبیاء ہر اس شخص کی شفاعت فرمائیں گے جو خلوص دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے گا پھر مومنین کو جہنم سے نکال لائیں گے۔(۱)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلامؐ نے فرمایا:

میری امت کے ایک گروہ کو میری شفاعت کے باعث جہنم سے نکالا جائے گا ان کو جہنمی کے نام سے یاد کیا جائے گا۔(۲)

رسول اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

اہل نار وہ اہل جہنم ہیں جن کو موت آئے گی نہ زندہ رہیں گے لیکن انسانوں میں کچھ انکے گناہ وعصیان کے باعث نار پالے گی ان کو اس طرح موت آئے گی کہ وہ ایک سیاہ کوئلے کی مانند ہو جائیں گے پھر جب اذن شفاعت ملے گا تو

---

(۱) صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۲ (۲) سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۴۴۳

گروہ و جماعت کی صورت میں وہاں سے نکالا جائے گا۔(۱)

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

گنہگار اگر موحد ہے تو جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے ان کو وہاں سے نکال لیا جائے گا اور اس کے لئے شفاعت جائز ہے (عیون اخبار رضاؑ ج ۲ ص ۱۲۵)

رسول اکرمؐ سے روایت ہے آپ نے فرمایا:

... جب خدا مخلوقات کے فیصلے سے فارغ ہو جائیگا اور جن کو جہنم سے نکالنا چاہے گا نکال چکے گا تو مرسلین اور ملائکہ کو اذن شفاعت دے گا تو ملائکہ و مرسلین ان کو نشانیوں کے ذریعے پہچانیں گے کیونکہ آگ فرزندان آدم کو جلا کر راکھ کر دے گی مگر سجدے کا نشان محفوظ رہے گا۔(۲)

نبی کریم سے روایت ہے کہ: اہل بہشت میں سے ایک شخص روز محشر خدا سے فریاد کرے گا خدایا تیرے فلاں بندے نے مجھے دنیا میں ایک ٹھنڈے شربت کا جام پلایا تھا مجھے اسکی شفاعت کی اجازت فرما، خدا آواز دے گا جا اس کو نکال لا وہ شخص جائے گا اور اس کو تلاش کر کے جہنم سے باہر نکال لائے

(۱) سند احمد ج ۳ ص ۷۹ (۲) سنن نسائی ج ۲ ص ۱۸۱ باب موضع السجود

گا۔(۱)

رسول اکرمؐ سے روایت ہے:

جب روز محشر جنتی اور جہنمی کو الگ الگ کر دیا جائے گا، اہل بہشت بہشت میں چلے جائیں گے اور اہل نار دوزخ میں تو مرسلین کھڑے ہونگے اور اہل دوزخ کی شفاعت کریں گے۔(۲)

علامہ طباطبائی فرماتے ہیں:

مسئلہ شفاعت سے جو بات سمجھ میں آتی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ موقف قیامت میں آخری موقف پر وقوع شفاعت مغفرت کے باعث جہنم سے روکنا ہے۔ یا جو لوگ جہنم میں چلے گئے ہیں ان کو رحمت و کرامت کے سبب جہنم سے نکالنا ہے رحمت کو وسعت دینے یا کرامت الٰہی کے ظہور کے ذریعہ۔ (۳)

روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حساب و کتاب کے بعد شفاعت

(۱) مجمع البیان۔ طبرسی ج ۱۰ ص ۳۹۲ (۲) مسند احمد ج ۳ ص ۳۲۵

(۳) تفسیر المیزان ج ۱ ص ۱۷۴۔

کا مرحلہ ہے کبھی یہ شفاعت جہنم میں جانے سے روکنے کے لئے ہے اور کبھی جہنم میں رہنے سے روکنے کیلئے ہے۔

(۳) جن کو شفاعت نصیب نہیں ہو گی:

ہم یہ بات جان چکے ہیں کہ شفاعت مومنین سے مخصوص ہے اور کفار اس سے محروم رہیں گے اور شفاعت ان کو نہ جہنم میں جانے سے پہلے فائدہ مند ہو گی اور نہ ہی جہنم میں چلے جانے کے بعد۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان قرآن میں متعدد بار آچکا ہے کہ جو لوگ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ان کو شفاعت شافعین نصیب نہیں ہو گی۔

قرآن کے ۲۸ سوروں میں ۳۸ مقامات پر (خالدون) کا لفظ آیا ہے یعنی ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں، آگ میں، جہنم میں رہیں گے۔

ان آیات کریمہ میں کوئی ایسی اہم بحث نہیں ہے جس پر اس مختصر سے کتابچہ میں بحث کی جائے لیکن دوسری جہت سے ان کا مطالعہ اور ان کے مضامین و مفاہیم پر غور کرنا ہمیں اس چیز پر تاکید کا فائدہ دیتا ہے کہ مومنین ان لوگوں کی فہرست سے خارج ہیں کہ جن کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے

کہ یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

جہنم میں ہمیشہ نہ رہنا یعنی اس سے باہر آنے کا امکان اور انکا جہنم سے نجات حاصل کرنا ہے ہم کو اس راہ کی نشان دہی کرتا ہے کہ ہم کو وجود و ثبوت شفاعت پر اعتقاد رکھنا چاہیئے ہم آنے والی آیات کو جو اللہ کی طرف سے قرآن مجید کے بیان کردہ صفات کے مطابق خالدین در نار کے بارے میں ہیں فیصلہ کے لئے قارئین کی نذر کرتے ہیں۔

کفار :

(۱) وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَئِكَ أَصحَابُ النَّارِ هُم فِيهَا خَالِدُونَ (۱)

جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلا دیا وہ جہنمی ہو گئے اور ہمیشہ وہیں پڑے رہیں گے۔

(۲) اِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ مَاتُوا وَ هُم كُفَّار أُولَئِكَ عَلَيهِم لَعنَةُ اللّهِ وَ المَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجمَعِينَ ۔ خَالِدِينَ فِيهَا لاَيُخَفَّفُ عَنهُم العَذَابُ وَلاَ هُم يَنظُرُونَ (۲)

---

(۱) بقرہ ۳۹ (۲) ۱۶۱..۱۶۲

جو لوگ کافر ہو گئے اور حالت کفر ہی میں مر گئے ان پر اللہ ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور وہ اس لعنت میں ہمیشہ رہیں گے کہ نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائیگی۔

(۳) وَالَّذِينَ كَفَرُوا اَوْلِيَاءُ هُم الطَّاغُوتُ يُخرِجُونَهُم مِنَ النُّورِ اِلىٰ الظُّلُمَاتِ اُولٰئِكَ اَصحَابُ النَّارِ هُم فِيهَا خَالِدُونَ۔(۱)

اور کفار کے ولی طاغوت جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں میں لے جاتے ہیں یہی لوگ جہنمی ہیں اور وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(۴) اِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغنِيَ عَنهُم اَموَالُهُم وَلَا اَولَادُهُم مِن اللّٰهِ شَيئًا وَ اُولٰئِكَ اَصحَاب النَّارِ هُم فِيهَا خَالِدُونَ ۔(۲)

جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے مال واولاد کچھ کام نہ آئیں گے اور حقیقی جہنمی ہیں اور وہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(۵) اِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ ظَلَمُوا لَم يَكُنِ اللّٰهُ لِيغفِر لَهُم وَلَا لِيَهدِيَهُم طَرِيقاً ۔ اِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا اَبَدًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلىٰ اللّٰهِ يَسِيرًا۔(۳)

---

(۱) بقرہ ۲۵۷ (۲) آل عمران ۱۱۶ (۳) نساء ۱۶۸-۱۶۹۔

اور جن لوگوں نے کفر اختیار کرنے کے بعد ظلم کیا ہے خدا انہیں ہرگز معاف نہیں کرسکتا اور نہ انہیں کسی راستے کی ہدایت کریگا۔ سوائے جھنم کے راستے کے جہاں ان کو ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے اور یہ خدا کے لئے بہت آسان ہے۔

(٦) وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَولُهُم أءِ ذاكُنَّا تُرَابا أءِنَّا لَفِی خلقٍ جدیدٍ أُولئِكَ الَّذینَ كفروا بِربِّهِم و اولئكَ الاغلالُ فِی اعناقِهِم وَاولئِكَ اَصحَابُ النَّارِ هُم فِيهَا خَالِدُونَ ۔(۱)

اگر تمہیں کسی بات پر تعجب ہے تو تعجب کی بات ان لوگوں کا یہ قول ہے کہ کیا ہم خاک ہو جانے کے بعد بھی نئے سرے سے دوبارہ پیدا کئے جائیں گے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا ہے اور انہیں کی گردنوں میں طوق ڈالے جائیں گے اور یہی اہل جہنم ہیں اور اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(٧) اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الكافرينَ وَ اَعَدَّ لَهُم سَعِيرَا۔ خَالِدِينَ فِيهَا اَبداً لَا يَجِدُونَ وَلِياً وَلَا نَصِيراً۔ (٢)

بیشک اللہ نے کفار پر لعنت کی ہے اور ان کیلئے جہنم کا انتظام کیا ہے اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور انہیں کوئی سرپرست یا مددگار نہیں ملے گا۔

---

(۱) رعد ۵ (۲) احزاب ۶۴۔۶۵

(۸) وَ سِیقَ الَّذینَ کَفَرُوا اِلیٰ جَهَنَّم زمراً حَتّیٰ اِذَا جَاؤ هَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُم خَزَنَتُهَا اَلَمْ یَأْ تِکُم رُسُلٌ مِنکُم یَتْلُونَ عَلیکُم آیاتِ رَبِّکُم وَ یُنذِرُونَکُم لِقاءَ یومِکُم هَذَا قَالُوا بَلیٰ وَ لٰکِن حَقَّتْ کَلِمَةُ العَذَابِ عَلیٰ الکافرینَ ۔قِیلَ ادخِلُوا ابوابَ جَهنَّم خَالِدِینَ فِیهَا فَبِئسَ مَثوَیَ المُتَکَبِّرِینَ ۔ (۱)

اور کفر اختیار کرنے والوں کو گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہنکایا جائے گا یہاں تک کہ اس کے سامنے پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس کے خازن سوال کریں گے کیا تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے جو آیات رب کی تلاوت کرتے اور تمہیں آج کے دن کی ملاقات سے ڈراتے تو سب کہیں گے کہ بیشک رسول آئے تھے لیکن کافرین کے حق میں کلمۂ عذاب بہر حال ثابت ہو چکا ہے تو کہا جائے گا کہ اب جہنم کے دروازوں سے داخل ہو جاوَ اور اسی میں ہمیشہ ہمیشہ رہو کہ تکبر کرنے والوں کا بہت برا ٹھکانا ہوتا ہے۔

(۹) کَمَثَلِ الشَّیطانِ اِذ قَالَ لِلِانسانِ اکْفُر فَلَمَّا کَفَرَ قَالَ اِنِّی بَرِیءٌ مِنکَ اِنِّی اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ العَالَمِینَ ۔ فَکَانَ عَاقِبَتهُمَا اِنَّهُمَا

(۱) زمر۔۷۱۔۷۲

فِی النَّارِ خَالِدِینَ فِیهَا وَذَلِكَ جَزَاء الظَّالِمِینَ (۱)

ان کی مثال شیطان جیسی ہے کہ اس نے انسان سے کہا کہ کفر اختیار کر لے اور جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں میں تو عالمین کے پروردگار سے ڈرتا ہوں تو ان دونوں کا انجام یہ ہے کہ دونوں جھنم میں جائیں گے اور ہمیشہ رہیں گے اور یہی ظالمین کی واقعی سزا ہے۔

(۱۰) وَالَّذینَ كَفَرُواوَ كَذَّبُوا بِآیَاتِنَا اُولئِكَ اَصحَابُ النَّارِ خَالِدِینَ فِیهَا وَ بِئسَ المَصِیرُ (۲)

اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا وہ اصحاب جہنم ہیں اسمیں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہ ان کا بدترین انجام ہے۔

(۱۱) اِنَّ الَّذِینَ كَفَرُوا مِن اَهلِ الْكِتَابِ وَالْمُشرِكِینَ فِی نَارِ جَهنّم خَالدینَ فِیهَا اُولئِكَ هُم شَرُّ البَرِیَّة (۳)

بیشک اہل کتاب میں جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے اور دیگر مشرکین سب

(۱) حشر ۱۶۔۱۷ (۲) تغابن ۱۰ (۳) بینہ ۶

جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہی بدترین خلائق ہیں۔

(۱۲) وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّم خَالِدِينَ فِيهَا هِىَ حَسبُهُم وَ لَعَنَهُم اللّٰهُ وَلَهُم عَذَابٌ مّقِيمٌ ۔(۱)

اور اللہ نے منافق مردوں عورتوں اور تمام کافروں سے آتش جہنم کا وعدہ کیا ہے جس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں وہی ان کے واسطے کافی ہے اور ان کے لئے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔

(۱۳) لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بُنِى اِسرائِيلَ عَلىٰ لِسَانِ دَاوُدَ وَ عِيسىٰ ابنِ مَريَم ذٰلِكَ بِمَا عَصوا وَ كَانُوا يَعتَدُونَ ۔ كَانُوا لَا يَتَنَاهُونَ عَن مُنكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئسَ مَا كَانُوا يَفعَلُونَ ۔ تَرىٰ كَثِيراً مِنهُمْ يَتوَلَّونَ الَّذِينَ كَفَروا لَبِئسَ مَا قَدَّمَت لَهُم أَنفُسَهُم أَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيهِم وَ فِى العَذَابِ هُم خَالِدُونَ (۲)

بنی اسرائیل میں سے کفر اختیار کرنے والوں پر جناب داوٗد اور جناب عیسیٰ کی زبان سے لعنت کی جا چکی ہے کہ ان لوگوں نے نافرمانی کی اور ہمیشہ تجاوز کیا کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر تو آپ دیکھیں گے کہ یہ کفار سے دوستی کرتے

(۱) توبہ ۶۸ (۲) مائدہ ۷۸۔۸۰

ہیں انہوں نے اپنے نفس کیلئے جو سامان آگے بھیج دیا ہے وہ بہت برا سامان ہے جس پر خدا ان سے ناراض ہے اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(ب) مرتد:

(۱) ... وَ مَن یَرتَدِدُ مِنکُم عَن دِینِه فَیَمُت وَ هُوَ کَافِرٌ فَاولئِكَ حَبِطَتُ اَعمَالُهُم فِی الدُّنیَا وَالآخرةِ وَ اُولئِكَ اَصحابُ النَّارِ هُم فِیهَا خَالِدُونَ (۱)

اور جو بھی اپنے دین سے پلٹ جائے گا اور کفر کی حالت میں مرجائے گا اس کے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور وہ جہنمی ہوگا اور وہ وہیں ہمیشہ رہے گا۔

(۲) کَیفَ یَهدِی اللّٰهُ قوماً کَفَرُوا بَعدَ اِیمَانِهِم وَ شهدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَ جَآءَ هُمُ الْبَیِّنَاتُ واللّٰهُ لَا یَهدِی القَومَ الظَّالِمِینَ ۔ أولئِكَ جَزَاؤُهُم أَنَّ عَلَیهِم لَعنةَ اللهِ وَالملائِکَةِ والنَّاسِ أجمعِینَ ۔ خَالِدِینَ فِیهَا لَا یُخَفَّفُ عَنهُم الْعَذَابُ وَلَا هُم یُنظَرُونَ۔ (۲)

خدا اس قوم کی کس طرح ہدایت کریگا جو ایمان کے بعد کافر ہوگئی اور وہ خود گواہ

---

(۱) بقرہ ۲۱۷ (۲) آل عمران ۸۶۔۸۸

ہے کہ رسول برحق ہے اوران کے پاس کھلی نشانیاں بھی آچکی ہیں بیشک خدا ظالم قوم کو ھدایت نہیں دیتا ان لوگوں کی جزاء ہے کہ ان پر خدا ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہے یہ ہمیشہ اسی لعنت میں گرفتار رہیں گے ان کے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔

(ج) مشرکین

(۱) مَا کَانَ لِلمُشرِکِینَ اَن یَعمرُوا مَسَاجِدَ اللّٰہ ِشاَھِدِینَ علیٰ اَنفُسِھِم بِالکُفرِ اُولئِکَ حَبِطَت اَعمَالُھُم وَ فِی النَّارِ ھُم خَالِدُونَ ۔(۱)

یہ کام مشرکین کانہیں ہے کہ وہ مساجد خدا کو آباد کریں جبکہ وہ خود اپنے نفس کے کفر کے گواہ ہیں ان کے اعمال برباد ہیں اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(۲) اِنَّکُم وَمَا تَعبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّم أَنُتُم لَھَا

(۱) توبہ ۱۷

وَارِدُونَ ۔وَلَو کَانَ ھٰولاءِ آلِھَۃً مَا وَرَدُوھَا وَ کُلٌّ فِیھَا خَالِدُونَ ۔ (۱)

یاد رکھو کہ تم لوگ خود اور جن چیزوں کی پرستش کرتے ہو سب کو جھنم کا ایندھن بنایا جائے گا اور تم سب اسی میں وارد ہونے والے ہو۔ اور اگر یہ سب واقعا خدا ہوتے تو کبھی جھنم میں وارد نہ ہوتے حالانکہ یہ سب اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(۳) وَالَّذِینَ لَا یَدعُونَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھاً آخَرَ وَلا یَقتُلونَ النَّفسَ اَلَّتی حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالحَقِّ وَلا یَزنُونَ وَمَن یَفعَل ذٰلكَ یَلقَ أثَاماً۔ یُضاعَف لَہُ العَذابُ یَومَ القِیمَۃِ وَ یَخلُد فِیہِ مُھاناً۔ (۲)

اور وہ لوگ خدا کیساتھ کسی اور کو خدا نہیں پکارتے ہیں اور کسی بھی نفس کو اگر خدا نے محترم قرار دیا ہے تو اسے حق کے بغیر قتل نہیں کرتے ہیں اور زنا بھی نہیں کرتے ہیں کہ جو ایسا عمل کریگا وہ اپنے عمل کی سزا بھی برداشت کریگا۔ جسے روز قیامت دگنا کردیا جائے گا اور وہ اسی میں ذلت کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ پڑا رہے گا۔

---

(۱) انبیاء ۹۸۔۹۹ (۲) فرقان ۶۸۔۶۹

(۴) اِنَّ الَّذِینَ کَفَرُوا مِن اَھلِ الْکِتَابِ وَالْمُشرِکِینَ فِی نَارِ جَھَنَّمَ خَالِدِینَ فِیھا اُولئِکَ ھُم شَرُّ البَرِیّةِ(۱)

بیشک اہل کتاب میں جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور دیگر مشرکین سب جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہی بدترین خلائق ہیں۔

(۵) وَ یَومَ یَحشُرُھُم جَمیعاً یَا مَعشَرَ الْجِنّ قَد اِستَکْثَر تُم مِنَ الاِنْسِ وَ قَالَ أولِیَاؤُھُم مِن الاِنْسِ رَبَّنَا اِستَمْتَعَ بَعضُنَا بِبعضٍ وَ بَلغنَا اَجلنَا الذی اَجَّلتَ لَنا قَال النَّار مَثواکُم خَالدینَ فِیھَا اِلَّا مَاشَاء اللّٰهُ اِنَّ رَبَّك حَکیمٌ عَلیمٌ۔(۲)

اور اس دن وہ سب کو محشور کرے گا تو کہے گا اے گروہ جنات تم نے اپنے آپ کو انسانوں سے زیادہ بنا لیا تھا اور انسانوں میں ان کے دوست کہیں گے پروردگار ہم میں سب نے ایک دوسرے سے فائدہ اٹھایا ہے اور اب ہم اس مدت کو پہنچ گئے ہیں جو تو نے ہماری مہلت کے واسطے معین کی تھی ارشاد ہوگا اب تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے جہاں ہمیشہ رہنا ہے مگر یہ کہ خدا چاہ لے بیشک تمہارا خدا صاحب حکمت اور جاننے والا ہے۔

(۱) بینہ ۶ (۲) انعام ۱۲۸

(د) سود خور

اَلَّذِینَ یَأکُلُونَ الرِّبوا لَا یَقُومُونَ اِلَّا کَمَا یَقُومُ الَّذِی یَتَخَبَّطُهُ الشَّیطانُ مِنَ المَسّ ذٰلِك بِانَّهم قَالوا اِنَّما البَیعُ مِثل الرِّبٰوا وَ اَحَلَّ اللهُ البیعَ وَ حَرَّمَ الرِّبوا فَمَن جَاءَہٗ موعِظَةٌ مِن رَبِّه فَانتَهیٰ فَلَه مَا سَلَفَ وَأمرُہٗ اِلیٰ اللّٰہِ وَ مَن عَاد فَاولئكَ اَصحابُ النَّار هُم فیها خَالِدُونَ (۱)

اور جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ روز قیامت اس شخص کی طرح کھڑے ہونگے جسے شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو اس لئے کہ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ تجارت بھی سود جیسی ہے جبکہ خدا نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام۔ اب جس کے پاس خدا کی طرف سے نصیحت آگئی اور اس نے سود کو ترک کر دیا تو گذشتہ کاروبار کا معاملہ خدا کے حوالے ہے اور جو اس کے بعد بھی سود لے تو وہ لوگ سب جہنمی ہیں اور وہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(ھ) خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والے

(۱) وَ مَن یَعصِ اللهَ وَ رسولَه وَ یَتَعَدَّ حُدودَہٗ یُدخِلُه نَاراً خالداً فِیها وَله عَذَاب مُهِینٌ.... (۲)

(۱) البقرۃ ۲:۲۷۵ (۲) نساء ۱۴

اور جو خدا اور رسول کی نافرمانی کریگا اور اس کے حدود سے تجاوز کریگا خدا اسے جہنم میں داخل کریگا اور وہ وہیں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

(۲) اَلَم یَعلَمُوا اَنَّه مَن یُحَادِدِ اللهَ وَ رسولَه فَاِنَّ لَه نَار جهنَّم خَالداً فِیهَا ذَلِكَ الخِزیُ العَظِیمِ(۱)

کیا یہ نہیں جانتے کہ جو خدا اور رسول کی مخالفت کرے گا اس کے لئے آتش جہنم ہے اور اسی میں ہمیشہ رہنا ہے اور یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔

(۳)وَ مَن یَعصِ اللهَ وَ رَسولَه فَاِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّم خَالِدِینَ فِیهَا اَبَدَا۔(۲)

جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے اور وہ ہمیشہ وہیں رہیگا۔

(و) جھٹلانے والے اور متکبرین

(۱) وَالَّذِینَ کَذَّبُوا بِآیَاتِنَا وَ استَکبِرُوا عَنهَا اُولَئِكَ

---

(۱) توبہ ۶۳ (۲) الجن ۷۲:۲۳

اَصحَابُ النَّارِ هُم فِيهَا خَالِدُونَ (۱)

اور جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور اکڑ گئے وہ سب جھنمی ہیں اور اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(۲) ....وَ قَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا۔ مَن اَعرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحمِلُ يَومَ الْقِيٰمَةِ وِزْراً۔ خَالِدِينَ فِيهَا وَ سَاءَ لَهُم يَومَ القِيَامَةِ حِمْلاً (۲)

اور ہم نے اپنی بارگاہ سے آپ کو قرآن بھی عطا کیا ہے اور جو اس سے انکار کرے گا وہ قیامت کے دن اس انکار کا بوجھ اٹھائے گا اور پھر اسی حال میں رہے گا اور قیامت کے دن یہ بہت بڑا بوجھ ہوگا۔

(۳) اَلَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَ بِمَا اَرسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا فَسَوفَ يَعلَمُونَ۔ اِذ الأَغلَالُ فِى أَعْنَاقِهِم وَالسَّلَاسِلُ يُسحَبُونَ ۔فِى

---

(۱) اعراف ۳۶ (۲) طٰہٰ ۹۹:۱۰۱

الحَمِيمِ ثُمَّ فِى النَّار يُسجَرُونَ۔ ثُمَّ قِيلَ لَهُم اَينَ مَا كُنتُم تُشرِكُونَ ۔ مِن دُونِ اللّٰهِ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَل لَم نَكُن نَدعُوا مِن قَبلُ شَيئًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللهُ الكافِرينَ ۔ ذٰلِكُم بِمَا كُنتُم تفرحُون فِى الارضِ بِغيرِ الحقّ وَ بِمَا كُنتُم تَمرحُونَ ۔ ادخُلُوا اَبوابَ جَهَنَّم خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئسَ مَثْوىٰ الْمُتَكَبِّرِينَ (۱)

جن لوگوں نے کتاب اور ان باتوں کی تکذیب کی جنہیں دے کر ہم نے پیغمبروں کو بھیجا تھا انہیں عنقریب اس کا انجام معلوم ہو جائے گا جب ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ڈالی جائیں گی اور انہیں کھینچا جائے گا گرم پانی میں پھر اس کے بعد انہیں جہنم میں جھونک دیا جائے گا پھر یہ کہا جائے گا کہ وہ کہاں ہیں جنہیں تم شریک بنایا کرتے تھے خدا کو چھوڑ کر۔تو وہ لوگ جواب دیں گے کہ وہ ہم کو چھوڑ کر گم ہو گئے بلکہ ہم اس کے پہلے کسی کو نہیں پکارتے تھے اور اللہ اسی طرح کافروں کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے۔ یہ سب اس بات کا نتیجہ ہے کہ تم لوگ زمین میں باطل سے خوش ہوا کرتے تھے اور اکڑ کر چلا کرتے تھے اب جہنم کے دروازوں سے داخل ہو جاؤ اور اسی میں ہمیشہ رہو کہ اکڑنے والوں کا ٹھکانہ

(۱) غافر ۴۰: ۷۰۔۷۶

بہت برا ہے۔

(۴)....فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُم لِقَاءَ يَومِكُم هَذَا اِنَّا نَسِينَا كُم وَ ذُوقُوا عَذَابَ الخُلدِ بِمَا كُنتُم تَعلَمُونَ (۱)

لہذا تم اس کا مزہ چکھو کہ تم نے آج کے دن کو بھلا دیا تھا تو ہم نے بھی تم کو نظر انداز کر دیا ہے۔اب اپنے گذشتہ اعمال کے بدلے دائمی عذاب کا مزہ چکھو۔

(۵) ذَالكَ جَزاءُ هُم اَعدَاءِ اللهِ النَّارُ لَهُم فِيهَا دَارُ الخُلدِ جَزاءً بِمَا كَانُوا بِآياتِنَا يَجحَدُونَ (۲)

یہ دشمنان خدا کی صحیح سزا جہنم ہے جس میں ان کا ہمیشگی کا گھر ہے جو اس بات کی سزا ہے کہ یہ آیات الہیہ کا انکار کرتے تھے۔

(ز) منافقین و منافقات

(۱) وَعَدَ اللهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهنَّم خَالدِينَ فِيهَا هِى حَسبُهُم وَ لَعَنَهُم اللهُ وَلَهُم عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۔(۳)

اور اللہ نے منافق مردوں اور عورتوں سے اور تمام کافروں سے آتش جہنم کا

---

(۱) سجدہ ۱۴ (۲) فصلت ۴۱: ۲۸ (۳) توبۃ ۹: ۶۸

وعدہ کیا ہے جس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں وہی ان کے واسطے کافی ہے اور ان کے لئے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔

(۲) أَلَم تَرَ اِلیٰ الَّذِین تَوَلَّو ا قومًا غَضِبَ اللهُ عَلَیهِم مَا هُم مِنکُم وَلَا مِنهُم وَ یَحلِفُونَ عَلیٰ الْکِذبِ وَهُم یَعْلَمُونَ ۔ أَعَدَّ اللهُ لَهُم عَذاباً شَدِیداً إنهم سَاءَ مَا کَانُوا یَعمَلُونَ۔ اتَّخَذُوا أَیمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن سَبِیلِ اللهِ فَلَهُم عَذَابٌ مُّهِینٌ ۔ لَن تُغنِي عَنهُم أموَالُهُم وَلَا أَولادهم مِن اللّٰهِ شَیئاً اولئِكَ اصحَاب النَّارِ هُم فِیهَا خَالِدُونَ ۔ (۱)

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اس قوم سے دوستی کر لی ہے جس پر خدا نے عذاب نازل کیا ہے کہ یہ نہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے ہیں اور یہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور خود بھی اپنے جھوٹ سے باخبر ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے کہ یہ بہت برے اعمال کر رہے تھے انہوں نے اپنی قسموں کو سپر بنا لیا ہے اور راہ خدا میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں تو ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے اللہ کے مقابل میں ان کا مال ان کی اولاد کوئی

(۱) المجادلة ۵۸: ۱۴۔۱۷

کام آنے والا نہیں ہے یہ سب جہنمی ہیں اور وہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(ح) عمدا مومنین کو قتل کرنے والے

(۱) وَ مَن یَقتُل مؤمِناً مُتعَمِّداً فَجزَائُہُ جَھَنّم خَالِداً فِیھَا وَغَضِبَ اللہُ عَلَیہِ وَ لَعَنَہ وَ أعَدَّ لَہُ عَذَاباً عظیماً۔ (۱)

اور جو بھی کسی مومن کو عمداً قتل کریگا اس کی سزا جہنم ہے اس میں ہمیشہ رہنا ہے اور اس پر خدا کا عذاب بھی ہے اور خدا لعنت بھی کرتا ہے اور اس نے اس کیلئے عذاب عظیم مہیا کر رکھا ہے۔

(ط) ظالمین

(۱) ثُمَّ قِیلَ لِلَّذِینَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الخُلدِ ھَل تُجزَونَ اِلَّا بِمَا کُنتُم تَکسِبُونَ (۲)

پھر ظالمین سے کہا جائے گا کہ اب ہمیشگی کا مزہ چکھو کیا اب تمہارے اعمال کے علاوہ کسی اور چیز کا بدلہ دیا جائے گا۔

---

(۱) النساء ۴: ۹۳ (۲) یونس ۱۰: ۵۲

(۲) اَلَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلٰئِكَةُ ظَالِمِي أنفُسِهِم فَألْقَوا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعمَلُ مِن سُوءٍ بَلىٰ اِنَّ اللهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنتُم تعمَلُونَ فَأدخُلُوا اَبوَابَ جَهَنَّم خَالِدِينَ فِيهَا فَلَبِئسَ مَثْوىٰ الْمُتَكَبِّرِينَ۔ (۱)

جنہیں ملائکہ اس عالم میں اٹھاتے ہیں کہ اپنے نفس کے ظالم ہوتے ہیں تو اس وقت اطاعت کی پیشکش کرتے ہیں کہ ہم تو کوئی برائی نہیں کرتے تھے بیشک خدا خوب جانتا ہے کہ تم کیا کرتے تھے۔ جاؤ اب جہنم کے دروازوں سے داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ وہیں رہو کہ متکبرین کا ٹھکانہ بہت برا ہوتا ہے۔

(ی) مجرمین

(۱) إنَّ المُجرِمِينَ فِی عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ۔ (۲)

بیشک مجرمین عذاب جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(ک) جن لوگوں نے برائیاں کمائیں

(۱) وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلَهَا وَ تَرهَقُهُم

(۱) النحل: ۲۸-۲۹ (۲) یونس ۱۰: ۲۷

ذِلَّةٌ مَا لَهُم مِنَ اللَّهِ مِن عَاصِمٍ كَأَنَّمَا أُغشِيتَ وُجُوهُهُم قِطَعاً مِنَ اللَّيلِ مُظلِماً أُولئِكَ أَصحَابُ النَّارِ هُم فِيهَا خَالِدُونَ۔(۲)

جنہوں نے برائیاں کمائی ہیں ان کے لئے برائی کے بدلے ویسی ہی برائی ہے اور ان کے چہروں پر گناہوں کی سیاہی بھی ہوگی اور انہیں عذاب الٰہی سے بچانے والا کوئی بھی نہ ہوگا ان کے چہرے پر جیسے سیاہ رات کی تاریکی کا پردہ ڈال دیا گیا ہوگا وہ اہل جہنم ہیں اور اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(ل) وہ لوگ کہ جنکی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا

وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّم خَالِدُونَ۔(۱)

اور جن کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا وہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے نفس کو خسارے میں ڈال دیا ہے اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

گذشتہ تصنیف کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہ مومنین نہیں ہیں کہ جن کو ملائکہ اس حالت میں اٹھائیں گے کہ

(۱) مؤمنون ۱۰۳

انہوں ں نے استغفار کر لیا ہو گا اپنی اصلاح کر لی ہو گی خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لی ہو گی اور کئے ہوئے جرم پر اصرار نہیں کیا ہو گا۔

یہ بات ہم کو اس عقیدے کی دعوت دیتی ہے کہ مومنین مستحق شفاعت ہیں اب وہ شفاعت چاہے عذاب سے بخشش ہو یا جہنم سے باہر نکالنا۔ گفتگو کا اختتام یہ ہے کہ شفاعت کو دو طریقے سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔

اوّل: ان آیات کی دلالت کے ذریعہ جن میں شفاعت اور شروط شفاعت کا تذکرہ ہے۔

دوم: گنہگار مومنین کے جہنم میں ہمیشہ نہ رہنے کا ذریعہ۔ مومنین جہنم سے باہر آئیں گے اور اس سے باہر آنے کیلئے وسیلہ نجات کی ضرورت ہے اور وہ وسیلہ نجات شفاعت ہے۔ اور یہ شفاعت وہ لوگ کریں گے جنکی شفاعت سے خدا راضی ہو گا۔ یعنی انبیاء، مرسلین، اوصیاء، ملائکہ، صالحین، انسان کا عمل صالح۔ خلاصہ کلام یہ کہ شفاعت مسلم ہے اور یہ ان مومنین کو نصیب ہو گی جن کے دین سے خدا راضی ہو گا۔ اور یہ شفاعت کے تحقق اور مفید ہونے کے لئے نہایت اہم اساسی اور بنیادی قید ہے۔

رسولؐ، اہل بیت رسولؐ، صالحین، عمل صالح، قرآن، ملائکہ یہ سب

ان لوگوں کی شفاعت کریں گے جو مستحق شفاعت ہوں گے۔

یہ شفاعت مشفوع لہ (شفاعت پانے والے) میں شرط کے پائے جانے کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

خدا ہمیں ان لوگوں میں شمار کرے جنہیں رسول و اہلبیتؑ رسولؐ کی شفاعت نصیب ہو گی۔

آمین ثم آمین۔

واخر دعوانا

ان الحمد للہ رب العالمین۔

☆☆☆☆☆

مصادر کتاب:

☆قرآن مجید

☆نہج البلاغه

☆صحیفة السجادية

☆اصول کافي

☆تفسير الميزان للسيد محمد حسين الطباطبائی

☆سنن نسائي

☆صحیح بخاري

☆من لا یحضره الفقيه

☆صحیح مسلم

☆مسند احمد

☆سنن ترمزي

☆امالی الصدوق

☆متن العقيدة الواسطية، لابن تيمية

☆السيرة النبوية للحلبي

☆اوائل المقالات فی المذاهب والمختارات، للشيخ المفيد

☆التبيان، للشيخ الطوسي

☆مجمع البيان فی تفسير القرآن، للشيخ الطبرسي

☆بحار الانوار للشيخ المجلسي

☆تاويلات اهل السنة، لابی منصور الماتريدی السمرقندي

☆العقائد النسفيه، لابی حفص النسفي

☆الانتصاف فيما تضمنه الكشاف من الاعتزال، للامام ناصر الدين الاسكندری المالكي

☆شرح صحيح مسلم، للنووي

☆الشيعة بين الاشاعرة والمعتزلة، لهاشم معروف الحسني

☆فصول المختارة

☆الخصال، للصدوق

☆سنن ابن ماجة

☆وسائل الشيعة الیٰ تحصيل مسائل الشريعة، للشيخ محمد الحر العاملي

☆زيارة القبور والاستنجاد بالمقبور، لابن تيمية

☆فتح الملك العلي في اثبات صحة حديث باب مدينة العلم علي، للسيد احمد بن الصديق الغماري الشافعي (طبعة جديد ١٩٩٥ء)

☆سيرة الحلبيه

☆شرح نهج البلاغه لابن ابی الحدید

☆تيسير المطالب في امالي الامام علي بن ابی طالبؑ للسيد يحيیٰ بن الحسين

☆المناقب لابن شهر آشوب

☆تفسير العياشي

☆اعلام الدين في صفات المؤمنين، للديلمي

☆عيون اخبار رضاً

☆التعريفات للجرجاني

☆نهاية في غريب الحديث لابن الاثير

☆ کلیات لابی البقاء

☆ کشف الارتیاب ، للسید محسن الامین العاملي

☆☆☆☆☆

☆کشف الارتیاب ، للسید محسن الامین العاملی

☆☆☆☆☆

فہرست

مقدمہ مرکز.......... ۵

پہلی فصل.. ۱۱

اوّل : لغوی معنی.......................... ۱۲

دوّم : شفاعت قرآن کریم کی روشنی میں.......................... ۱۳

وہ آیات جو شفاعت اور مفہوم شفاعت کی نفی کرتی ہیں.......... ۲۲

کفران نعمت.......................... ۲۳

اتباع شیطان.......................... ۲۴

روز قیامت کا انکار کرنے والے.......................... ۲۶

جن لوگوں نے دین کو لہو ولعب سمجھا.......................... ۲۶

ظالمین.......................... ۲۷

مشرکین ۲۸

شفاعت سنّت مطہرہ کی روشنی میں ۳۲

دوسری فصل.. ۴۷

شفاعت علماء مسلمین کی نظر میں ۴۸

اوّل : مفہوم شفاعت کے بارے میں علماء کے آراء واقوال..... ۴۸

دوم :اعتراضات اوران کے جوابات ۵۵

پہلااعتراض اوراس کاجواب ۵۶

دوسرااعتراض اوراس کاجواب ۶۵

تیسرااعتراض اوراس کاجواب ۶۹

چوتھااعتراض اوراس کاجواب ۷۱

پانچواں اعتراض اوراس کاجواب ۷۶

تیسری فصل.. ۸۳

دنیوی امور میں شفاعت کے اثرات ۸۴

ابن تیمیہ کا نظریہ اور اس کا تجزیہ ۸۶

چوتھی فصل..۹۶

شفاعت کرنے والے اور شفاعت پانے والے.................. ۹۷

اوّل : شفاعت کرنے والے.................. ۹۷

انبیاء.................. ۱۰۰

ملائکہ.................. ۱۰۳

مومنین.................. ۱۰۴

دوّم : جن کو شفاعت نصیب ہو گی.................. ۱۱۰

الف۔ گنہگار مومنین.................. ۱۱۰

ب۔ وہ مومنین جو جہنم میں جائیں گے.................. ۱۱۹

سوم : جن کو شفاعت نصیب نہیں ہو گی.................. ۱۲۳

ا۔ کفار.................. ۱۲۴

۲۔ مرتد.................. ۱۳۰

۳۔ مشرکین ۱۳۰

۴۔ سود خور ۱۳۳

۵۔ خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کرنے والے ۱۳۴

۶۔ جھوٹے اور متکبّرین ۱۳۶

۷۔ منافقین و منافقات ۱۳۸

۸۔ مومنین کا عمداً قتل کرنے والے ۱۴۰

۹۔ ظالمین ۱۴۰

۱۰۔ مجرمین ۱۴۱

۱۱۔ وہ لوگ جنہوں نے برائیاں کمائیں ۱۴۱

۱۲۔ جن کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہو گا ۱۴۲

مصادر کتاب ۱۴۵

فہرست ۱۵۰

ادارہ امام علی علیہ السلام ایک ایسا ادارہ ہے جو ان خاص اسلامی علوم کے نشر کرنے کی پوری پوری صلاحیت رکھتا ہے جو اہل بیت علیہم السلام سے منسوب ہیں، اور ثقافتی سطح کے اعتبار سے، ماہرین کے قلم کے ذریعہ ایک ایسے نئے انداز میں (اسلامی علوم) کو نشر کرتا ہے جو موجودہ زمانہ کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔

اس بنا پر اس (ادارہ) نے اہل بیت علیہم السلام کی ولایت کے تشنہ حضرات تک ان علوم کو کثرت کے ساتھ پہنچانے میں اپنی انتہائی کوشش صرف کی ہے، اور ان کتابوں کی (چھپائی) کمپوزنگ اتنی بہتر ہے جو ادبی شرح و تفسیر سے مزین ہر عمر سے تعلق رکھنے والی ذہنیت سے قریب ہے۔

اسی بنا پر ادارہ نے ہر شہر کی ضرورت اور وہاں کے اہل قلم کی مناسبت سے دنیا اور بڑی زبانوں کے دانشمند حضرات سے رابطہ قائم کرر کھا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ عالمین کو اپنی رضایت حاصل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar
KARACHI
PH. 7211

11017 30/12/05

ادارہ امام علی علیہ السلام ایک ایسا ادارہ ہے جو ان خالص اسلامی علوم کے نشر کرنے کی پوری پوری صلاحیت رکھتا ہے جو اہل بیت علیہم السلام سے منسوب ہیں۔ اور ثقافتی سطح کے اعتبار سے، ماہرین کے قلم کے ذریعہ ایک ایسے نئے انداز میں (اسلامی علوم) کو نشر کرتا ہے جو موجودہ زمانہ کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔

اس بنا پر اس (ادارہ) نے اہل بیت علیہم السلام کی ولایت کے تشنہ حضرات تک ان علوم کو کثرت کے ساتھ پہنچانے میں اپنی انتہائی کوشش صرف کر دی، اور ان کتابوں کی (چھپائی) کمپوزنگ اتنی بہتر ہے جو ادبی شرح و تفسیر سے مزین ہر عمر سے تعلق رکھنے والی ذہنیت سے قریب ہے۔

اسی بنا پر ادارہ نے ہر شہر کی ضرورت اور وہاں کے اہل قلم کی مناسبت سے دنیا اور بڑی زبانوں کے دانشمند حضرات سے رابطہ قائم کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ عالمین کو اپنی رضایت حاصل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

ISBN 964 – 319 – 296 – 2